بسم اللہ الرحمن الرحیم

التماس ہے کہ اس کتاب کو غیرِ شیعہ حضرات ملاحظہ نہ فرمائیں۔

آسیاب تبرا ۱

(تبرہ کی چکی)

زندگی نامہ حضرت شجاع الدین فیروز ابولؤلؤ نہاوندی قدس سرہ

از:- حجتہ الاسلام والمسلمین سید مجتبیٰ عصیری حفظہ اللہ

ترجمہ

سید شائق حسین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب : آسیاب تبری

مطبوعہ : حیدرآباد، تلنگانہ اسٹیٹ، انڈیا

سن اشاعت : ۲۰۲۳ء جمادی الثانی ۱۴۴۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اعوذ بالله من الشيطان اللعين الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم والصلوٰة والسلام علىٰ اشرف الانبياء والمرسلين خاتم النبيين ابى القاسم محمد و آله الطاہرين و لعنة الله على اعدائهم و غاصبى حقوقهم و منكرى فضائلهم اجمعين

مجھے عرصہ سے کاشان میں جناب ابولولو فیروز نہاوندی کے روضہ کی زیارت کا اشتیاق تھا۔ بالآخر ۲۰۰۶ء میں جب مجھے ایران جانا نصیب ہوا تو میں اپنی اہلیہ اور دیگر افرادِ خاندان کے ساتھ مشہد مقدس، قم، نیشاپور، اصفہان، فین اور کاشان بھی گیا جہاں ہم جناب ابولولو کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ زیارت کے بعد وہاں کے امام جماعت حجۃ السلام والمسلمین حضرت سید مجتبیٰ عصیری حفظہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا موقع بھی ملا۔ انھوں نے اس روضہ سے ہماری دلچسپی و اشتیاق کو محسوس کرتے ہوئے جناب ابولولو کی سوانح حیات پر مبنی ان کی اپنی مولفہ ایک کتاب ''آسیاب تبری'' عنایت فرمائی جس کا ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش ہے۔

۲۰۰۶ء کے بعد ہمارا تین مرتبہ اور ایران جانا ہوا لیکن دامن وقت میں اتنی گنجائش نہ تھی کہ ہم کہیں اور جاسکتے۔ پھر ۲۰۱۴ء میں جب ایران گئے تو اس مرتبہ ہمارے پاس وقت بہت تھا اس لئے ہمیں تہران، مشہد اور قم کے علاوہ ویلجان، گلپایگان، داران، چالستر، چادگان، شہرکرد، فرسان، کوہ رنگ، بابا حیدر، چہل گرد، آبشار شیخ علی خان، سمنان،

تیران اور کاشان بھی جانے کا موقع ملا۔ظاہر ہے کہ جب کاشان جانا ہوا تو ہم کاشان میں جناب ابولولو کی زیارت کئے بغیر کیسے رہ سکتے تھے۔نہایت ہی مسرت و اشتیاق کے ساتھ جب ہم آپ کے روضہ کی زیارت کے لئے پہنچے تو ہمارے غم و حیرت کی انتہا نہ رہی کہ آپ کے روضہ کے باب الداخلہ پر فوجی پہرہ تھا اور عوام کو داخلے کی اجازت نہ تھی۔

۲۰۰۶ء میں اس روضہ کے باب الداخلہ پر نہایت ہی خوبصورت ایرانی کاشی پر خط نستعلیق میں ''بقعہ متبرکہ بابا شجاع الدین ابولولو فیروز'' لکھا ہوا تھا اور اب کیا دیکھتے ہیں کہ اسی باب الداخلہ پر اسی جگہ ''فرماندھی انتظامی، شہرستان کاشان، معاونت اجتماعی وارشاد'' لکھا ہوا ہے۔اس غیر متوقع تبدیلی کی وجہ یہ بتائی گئی کہ جناب ابولولو کے ہمنام کسی بزرگ کا مزار تھا جسے لوگوں نے مشہور کردیا کہ یہ وہی ابولولو ہے جو اس کتاب میں پیش کئے جا چکے ہیں مثلاً تقریباً پانچ سو سال قبل حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام کی اولاد کرام میں سے حضرت عز الدین علیہ الرحمہ متوفی ۹۴۶ ہجری کا آپ کی وصیت کے مطابق جناب ابولولو کے پائنتی دفن کیا جانا یا زمانہ حال میں آیۃ اللہ العظمیٰ حضرت سید شہاب الدین نجفی مرعشی قدس سرہ، مرجع تقلید آیۃ اللہ العظمیٰ حضرت وحید خراسانی حفظہ اللہ تعالیٰ آیۃ اللہ حضرت شیخ مرزا جواد تبریزی علیہ الرحمہ اور دیگر مراجع وعلماء وذاکرین و مومنین کرام کا بصد اہتمام زیارت جناب ابولولو کے لئے کاشان تشریف لے جانا اس بات کی واضح اور ناقابل تردید دلیل ہے کہ یہی وہ مقام ہے جہاں جناب ابولولو دفن کئے گئے تھے۔

دراصل قصہ یہ ہے کہ ۱۹۷۹ء میں اتحاد اسلامی کی خاطر پہلے ۹ ربیع الاول کو منائے جانے والے جشن پر پابندی عائد کردی گئی اور اس کے بعد جامعہ ازہر اور دیگر سنی علماء و مشائخین کے اصرار پر جناب ابولولو کے روضہ کو بند کردیا گیا اور یہ افواہ پھیل گئی کہ بالآخر اس

مزار کو مسمار کر دیا جائے گا کیونکہ اس روضہ کا وجود اسلامی اتحاد کے لئے نقصان رساں اور دیگر فرقوں کی دل آزاری کا سبب ہے۔

بفرض محال اگر کاشان کا یہ مقام جناب ابولولو کا مدفن نہ بھی ہو تب بھی ہمارے اعتقادات میں نسبتوں کی اہمیت ہوتی ہے۔ کسے نہیں معلوم کہ امام بارگاہوں میں نہایت ہی خلوص و احترام سے ہم جس ضریح علم اور گہوارہ کی زیارت کرتے ہیں وہ نہ کسی امام کی ضریح ہے، نہ حضرت عباس علیہ السلام کا علم نہ ہی حضرت علی اصغرؑ کا گہوارہ۔ اب تو ایران، پاکستان، ہندوستان اور دیگر ممالک میں بھی حضرت معصومۂ عالمیان سلام اللہ علیہا کے بیت الشرف اور جنت البقیع کی شبیہیں بھی تعمیر کی جا چکی ہیں تو کاشان میں جناب ابولولو کے اس روضہ کی زیارت و احترام میں کیا امر مانع ہے۔۔۔!!!

یہ وضاحت بھی ضروری ہے کے اس کتاب کی اشاعت کا مقصد کسی کی دل آزاری یا فرقہ وارانہ کشیدگی ہرگز نہیں ہے بلکہ چند حقائق کا اظہار مطلوب ہے جو ہمارا بنیادی حق ہے کہ ہم ان حقائق کو اپنی آئندہ نسلوں تک پہنچائیں۔ لہٰذا التماس ہے کہ اس کتاب کو غیر شیعہ حضرات ملاحظہ نہ فرمائیں۔ مومنین سے دست بستہ معروضہ ہے کہ ایک سورہ فاتحہ کی تلاوت کر کے میرے والد حضرت سید غازی حسین اعلی اللہ مقامہ اور میری والدہ سیدۃ النساء نواب بیگم اعلی اللہ مقامہ کی ارواح کو ایصال فرمائیں اور میرے تمام اہل و عیال کے لئے دعا فرمائیں کہ خداوند عالم ہمیں دامن اہلبیت علیہم السلام سے متمسک رکھے۔

محتاج دعا

سید شائق حسین

بسملہ تعالی

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين و اله الطيبين و لعنة الله على اعدائهم و غصبى حقوقهم و منكرى فضائلهم اجمعين.

صدر اسلام کی تاریخ عموماً اہل تسنن کے مصادر و متون سے مرتب کی گئی ہے۔ جسمیں بے شمار غیر صحیح روایات اور تحریفات پر بھروسہ کرتے ہوئے تاریخ کی اہم شخصیتوں حتی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و دیگر معصومین علیہم السلام کے کردار کو بھی داغدار بنانے کی کوشش کی گئی ہے اس طویل فہرست میں قاتل خلیفہ دوم جناب شجاع الدین فیروز ابو لولو کا نام نامی بھی شامل ہے جو اہل تسنن کے نزدیک بدترین فرد شمار کئے جاتے ہیں۔

لھذا اپنی بے بضاعتی و کم علمی کے باوجود میں نے کوشش کی ہے کہ شعیہ و سنی روایت و احادیث کی مدد سے جناب ابولولو کی زندگی کا ایک اجمالی خاکہ پیش کروں تاکہ آپ کے متعلق غلط فہمیوں اور آپ پر الزام تراشیوں کا جواب دیا جاسکے۔

جناب ابولولو کی وہ مقدس و ممتاز شخصیت ہے کہ جس نے نہ صرف اپنے جرات مندانہ اقدام جناب صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا، امیر المومنین اور دیگر ائمہ معصومین علیہم السلام کے قلوب مقدسہ کی خوشنودی و راحت کا انتظام کیا بلکہ ظلم واستبدار و فتنہ و تحریف و بدعت کے سنگ بنیاد کو اکھاڑ پھینکا۔ آپ نے حضرت سیدہ النسا العالمین سلام اللہ علیہا کے ارشاد گرامی مَزَّقَ اللهُ بَطْنَكَ كَمَا مَزَّقْتَ كِتَابِي اللہ تیرے بطن کو اسطرح چاک کرے جسطرح تونے میرے نوشتہ کو چاک کیا ہے بھی سچ کر دکھا یا۔

دلائل الامامہ: محمد بن جریر، طبری، شرح نہج البلاغہ: ابن ابی الحدید معتزلی ج ۱۷، صفہ ۳۳۵

یہ رسالہ نہایت ہی اختصار کے ساتھ قلمبند کیا گیا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیے

۱ رسالہ فیروزیہ: میرزا عبداللہ افندی قلمی نسخہ (قم، کاشان در روضہ ابولولو)۔
۲ رسالہ فضیلت عید بابا شجاع: قاضی نوراللہ شوستری شہید ثالثؒ
۳ فیض الالہ فی ترجمہ القاضی نور اللہ: امیر سید حسین عاملیؒ
۴ فصل الخطاب فی تاریخ قتل عمر ابن الخطاب: شیخ ابو الحسین خوئینی

تبرا کے متعلق روایات

ضروری ہے کہ اصل کتاب کے مطالعہ سے قبل تبرا کے بارے میں ائمہ معصومین علیہم السلام کی چند احادیث بیان کردی جائیں تاکہ محترم قارئین مذہب حقہ میں تبرا کی اہمیت اور جناب ابو لولو کے اس اقدام کی اہمیت سے واقف ہوجائیں۔

۱۔ عن السحاق بن عمار عن موسی ابن جعفر علیہما السلام

الاول والثانی اللذان لم یومنا باللہ طرفۃ عین

اول و ثانی وہ ہیں جو ایک پلک جھپکنے تک کی مدت کے لیے بھی کبھی اللہ پر ایمان نہ لائے۔

بحار الانوار ج ۳، صفحہ ۴۰۹

مسلمانوں میں ہر وہ ظلم جو ہوا ہے یا آئندہ کبھی ہو گا یا جو خون ناحق بہا ہے یا کوئی ناشائشتہ و نازیبا حرکت عام ہوئی ہے یا ہوگی تو اسکی ذمہ داری ان دونوں اور ان کے ماننے والوں کے سر ہوگی۔

بحار ج ۸، صفحہ ۳۳۷

۲۔ قال الصادق علیہ السلام کل ظلامۃ حدثت فی الاسلام او تحدث وکل دم مسفوک حرام، ومنکر مشهور او امر غیر محمود فوزرہ فی اعناقهما واعناق من شایعهما الی یوم القیامۃ

۳۔ قال الصادق علیہ السلام من شك فی کفر اعدائنا والظالمین لنا فهو کافر۔ امامؑ نے فرمایا ہر وہ شخص کافر ہے جو ہمارے دشمنوں اور ہم پر ظلم کرنے والوں کے کفر میں شک کرے۔

معجم رجال الحدیث: ج ۱۵، صفحہ ۱۲۹

۴۔ عن علی ابن الحسین علیہما السلام "کافران وکافر من تولاهما"
جناب علی ابن الحسین علیہما السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ دونوں کافر تھے اور جو کوئی ان سے محبت رکھے وہ بھی کافر ہے۔

بحار الانوار ج ۶۹، صفحہ ۱۲۸

۵۔ قال الصادق علیہ السلام نحن بنو هاشم نامر صغارنا وکبارنا بسبهما والبرائۃ منهما۔ ہم بنو ہاشم اہلبیت اپنے چھوٹوں اور بڑوں کو ان دونوں پر لعنت کرنے اور ان سے بیزاری کے اظہار کا حکم دیتے ہیں۔

معجم رجال الحدیث: ج ۱۵، صفحہ ۱۲۹

۶ عن الامام زین العابدین علیہ السلام من لعن الجبت والطاغوت لعنۃ واحدۃ کتب اللہ سبعین الف الف حسنۃ ومحی عنہ سبعین الف الف سیئۃ ورفع لہ سبعین الف الف درجۃ ومن امسی یلعنهما واحدۃ کتب لہ مثل ذلك

شفاء الصدور: ج ۲، صفحہ ۳۷۸

امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کے جو جبت و طاغوت پر ایک مرتبہ لعنت کرے تو اللہ اسکے نامہ اعمال میں ستر لاکھ حسنات لکھ دیتا ہے اور اسکے ستر لاکھ گناہ مٹا دیتا ہے اور اسکی منزلت میں ستر لاکھ درجات بلند فرمادیتا ہے اور جو رات کو ان دونوں جبت و طاغوت پر لعنت کرے تو اسی طرح کا ثواب اسکے نامہ اعمال میں لکھتا ہے۔

۸۔ قال الصادق علیہ السلام کذب من زعم انہ یحبنا ولم یتبرء من اعدائنا

بحار الانوار ج ۲۷، صفحہ ۵۷

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ جھوٹا ہے جو ہماری محبت کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن ہمارے دشمنوں سے اظہار برات نہیں کرتا۔

۹۔ قال الرضا علیہ السلام کمال الدین ولایتنا والبرائۃ من عدونا

بحار الانوار ج ۲۷، صفحہ ۵۸

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ ہماری ولایت و محبت اور ہمارے دشمنوں سے برات و بیزاری ہی سے دین مکمل ہوتا ہے۔

۱۰۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من تاثم ان یلعن من یلعنہ اللہ فعلیہ لعنۃ اللہ

بحار الانوار ج ۲، صفحہ ۲۰۲

جو ایسے شخص پر لعنت کرنے سے اجتناب کرے کہ جس پر اللہ لعنت کرتا ہے تو خود ایسے شخص پر اللہ کی لعنت ہے۔

ابو لولو شجاع الدین فیروز

آپ کا اصلی نام فیروز اور آپ کی کنیت ابولولوۃ تھی۔ آپ کی صاحبزادی کا نام لو لوۃ تھا اسی نسبت سے یہ کنیت قرار پائی لیکن بعد میں سہولت و آسانی تلفظ کے پیش نظر آپ ابو لو لو مشہور ہوے۔ آپ کی جرات و شجاعت کے سبب آپ کا لقب شجاع الدین مشہور ہوگیا۔

مستدرک سفینۃ البحار ج ۹ ص ۲۱۳

آپ ایرانی النسل اور شہر نہاوند کے رہنے والے تھے

جناب ابو لولو پر اتہام مجوسیت و نصرانیت

آپ مشرف بہ اسلام ہونے سے قبل دیگر ایرانیوں کی طرح نصرانی یا مجوسی تھے [مسدرک سفینہ البحار ج ۹ صفحہ ۲۱۳] ۔ لیکن ظہور اسلام سے قبل کسی کا مجوسی یا نصرانی ہو ناکیونکر قابل مذمت ہو سکتا ہے یہ تو اہلسنت کی نازیبا کوشش ہے کہ اِنہیں مجوسی یا نصرانی قرار دے کر بد نام کیا جاتا ہے ورنہ خود اہل سنت کے بزرگ اور خلفا ثلاثہ تک اسلام قبول کرنے سے قبل کافر، مشرک اور بت پرست تھے۔ حقیقت یہ ہیکہ سنیوں سے اس کے علاوہ اور توقع بھی کیا ہوسکتی ہے۔ یہ ساری اتہام طرازی صرف عداوت و دشمنی اہلبیت علیہم السلام کا نتیجہ ہے یہ علیؑ دشمنی نہیں تو اور کیا ہے کہ انہوں نے جناب ابو لولو تو کیا خود محسن رسالت حضرت ابو طالب کو بھی (معاذاللہ) کافر قرار دیدیا۔ بنو اُمیہ اور اُن کے حامیوں نے تو اس سے بھی زیادہ عداوت امیر المومنین علیہ السلام کا ثبوت اسطرح دیا کہ شہادت مولائے کائینات کے فوراً بعد ہی

خود مسجد کوفہ ہی میں کہا جاتا تھا ھل کان علی یصلی کیا علیؑ نماز بھی
پڑھتے تھے کہ انہیں مسجد میں قتل کیا گیا۔ بہر حال اب اگر مولائے
کائناتؑ سے قربت و تعلق کی بنیاد پر ابو لولو پر مجوسیت، نصرانیت یا کُفر
کے اتہامات لگائے جاتے ہیں تو اسمیں حیرت و استعجاب کی کیا بات ہے؟
ان تمام الزامات و اتہامات کے باوجود اہلسنت ہی کی کتابوں میں جناب
ابو لولو کے نہ صرف مسلمان بلکہ قوی الایمان ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔
انہ قد تشرف بالاسلام بعد سکناہ المدینۃ [المصنف صنعانی ج ۵
ص ۴۷۴] مدینہ میں سکونت اختیار کرنے کے بعد ابو لولو مشرف بہ
اسلام ہوئے۔ اس کے علاوہ اہلسنت ہی کی حسبِ ذیل روایت جناب ابو
لولو کو مجوسی ہونے میں تشکیک و تردید پیدا کرتی ہے۔ کانت طعنتہ
یعمر السلامہ یعنے ان کا عمر پر حملہ آور ہونا ہی ان کے اسلام کا ثبوت
ہے۔ (فصل الخطا فی تاریخ قتل عمر ابن الخطاب صفحہ ۱۷۸)

ایران سے مدینہ میں آمد

جناب ابولولو پہلے ایران و روم کے درمیان ایک جنگ میں جنگی قیدی
رہے پھر بعد میں مسلمان اور رومیوں کے درمیان ایک جنگ میں قید
ہو کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے ایک دشمن مغیرہ بن شعبہ کی
غلامی میں آئے۔ جسکے بعد آپ کا شمار مدینہ کے ساکنوں میں ہونے لگا۔

(مستدرک سفینتہ البحار ج ۹ صفحہ ۲۱۳)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے ملاقات

جناب ہرمزان مولائے کائنات کے محبوں اور صحابیوں میں شمار ہوتے
تھے۔ اور بعض روایات کے بموجب جناب ہرمزان بادشاہ ایران یزد جرد
سوم کے صاحبزادے اور جناب شہربانو زوجہ حضرت سید الشہدا امام حسین
ابن علی علیہما السلام کے بھائی تھے۔ جناب ہرمزان بھی فتح ایران کے بعد
گرفتار کرکے مدینہ لائے گئے۔ جب جناب ہرمزان کو خلیفہ دوم عمر ابن
الخطاب کے سامنے پیش کیا گیا تو عمر ابن الخطاب نے آپ کو دعوت اسلام
دی جسے جناب ہرمزان نے قبول نہ کیا اس پر عمر ابن الخطاب نے انہیں
قتل کر دینے کا حکم دیا تو جناب ہرمزان نے فرمایا کہ یہ بات مناسب نہیں
ہے کہ کسی قیدی کو حالت تشنگی میں قتل کر دیا جائے۔ جب جناب ہرمزان
نے اپنی تشنگی کا اظہار کیا تو عمر نے حکم دیا کہ انہیں سیراب کیا جائے۔
جب ان کے لئے پانی لایا گیا تو انہوں نے عمر سے پوچھا کیا میں اسوقت تک
امان میں ہوں جبتک کہ پانی نہ پی لوں۔ عمر ابن الخطاب نے کہاہاں ۔
یہ سن کر جناب ہرمزان نے وہ سارا پانی زمین پر پھینک دیا اور پانی پینے
سے باز رہے تاکہ خلیفہ کے حکم کا اجرا نہ ہوسکے۔ جب عمر نے محسوس کیا
کہ اسطرح تو اسکا حکم نہ چل سکے گا تو اس نے انہیں تشنگی ہی میں قتل
کرنے کا حکم دیا۔ اس جگہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام تشریف
فرما تھے جب آپ نے یہ صورتحال ملاحظہ فرمائی تو خلیفہ اس حکم پر اعتراض
فرمایا کہ اے عمر تم اسے قتل کرنے کا حکم نہیں دے سکتے جو خود تمہاری
امان میں ہو۔ عمر نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے کہا پھر آپ ہی
فرمائے کہ اس مسلہ کا کیا حل ہوسکتا ہے۔ حضرت امیر المومنین علیہ
السلام نے ارشاد فرمایا حکم اسلام یہ ہیکہ ایک غلام کی قیمت بیت المال
مسلمین میں جمع کروادی جائے اور اس شخص کو کسی مسلمان کی غلامی

میں دیدیا جائے عمر نے کہا کہ ایسے شخص کو کون غلامی میں لے گا؟ حضرت نے فرمایا کہ میں اسکی قیمت ادا کرتا ہوں اور اپنی غلامی میں قبول کرتاہوں۔ جناب ھرمزان نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اس لطف و کرم سے متاثر ہوکر اسلام قبول کیا اور حضرت نے ان کے اسلام قبول کرنے کی بنا پرانہیں آزاد فرمادیا۔اپنے آزاد ہوجانے کے باوجود اس کہ جناب ھرمزان ہمیشہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی دہلیز سے وابستہ رہے اور خود کو ملازم حضرت امیر شمار کرتے رہے۔ آپ کا زیادہ وقت مسجد میں عبادت الہیٰ میں گزرتا تھا۔ [الخرائج والجرائح ج ۱ صفحہ ۲۱۲]۔

جناب ابولولو اور جناب ھرمزان کے تعلقات

ان حضرات کے باہمی تعلقات کا ایک سبب تو یہ تھا کہ یہ دونوں ایرانی نژاد تھے، اور آپس میں ہم وطنوں کی محبت و دوستی ایک فطری بات ہے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ ایک طرف جناب ھرمزان حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے آزاد کردہ اور عمر بن الخطاب کے ظلم و ستم کا نشانہ رہے تھے تو دوسری طرف جناب ابو لولو جنگی قیدی بنکرجب سے مغیرہ بن شعبہ کے حصے میں آے تھے اس کے ظلم و جور کا ہدف رہے تھے اور ادھر عمر بن الخطاب مغیرہ سے دوستی کی بنا پر جناب ابو لولو کی مغیرہ بن شعبہ کے ظلم و جورکی شکایتوں پرکوی توجہ نہ دیتا تھا۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلیہ و سلم کے زمانے ہی سے عمر ابن الخطاب کی بنی ہاشم سے عداوت و دشمنی مشہور تھی اسکے علاوہ مغیرہ بن شعبہ نے جناب ابو لولوپر خراج اور دیگر مالی اداتگی کا نا قابل برداشت بوجھ ڈال کر سخت پریشان کیا تھا ان وجوہات کی بنا پر یہ دونوں حضرات یعنے جناب ھرمزان اور جناب ابو لولو حضرت امیر المومنین علیھم السلام سے اتنی محبت اور عمر ابن الخطاب سے اسقدر نفرت کراہت رکھتے تھے کہ ان دونوں کے

دل میں عمر بن الخطاب کو قتل کردینے کی اُمنگ و خواہش تھی۔
جناب ہرمزان اور حضرت ابولولو میں اِسقدر قربت و یگانگت تھی کہ اہلسنت کی معتبر تواریخ میں یہ وارد ہوا ہے کہ جب عبیداللہ ابن عمر الخطاب نے اپنے باپ کے زخمی ہونے کی خبر سنی تو یہ یقین کرلیا کہ عمر ابن الخطاب کو زخمی کرنے والا سوائے جناب ہرمزان کے اور کوئی نہیں ہوسکتا۔لھذا اس نے جناب ھرمزان کو عمر کے قصاص میں شہید کردیا۔

[تاریخ دمشق ج ۳۸، صفحہ ۶۸، المصنف ج ۵ صفحہ ۴۷۹ التدبیر ج ۱۸ صفحہ ۱۳۴ المعلی ج ۱۱ صفحہ ۱۱۵، تاریخ طبری ج ۳ صفحہ ۳۰۲، تاریخ یعقوبی ج ۲ صفحہ ۱۶۱]۔

جب عمر نے جناب ھرمزان کی شہادت کی خبر سنی تو اس نے اپنے بیٹے عبید اللہ ابن عمر کو اس غلط اقدام پر ڈانٹا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام خود جناب ھرمزان کے خون ناحق کے قصاص کے طالب ھوئے لیکن عمر کے انتقال کے بعد عثمان نے اس ضمن میں عبید اللہ ابن عمر کے خلاف کوئی اقدام نہ کیا۔

[الخرائج و الجرائح ج ۱ صفحہ ۲۱۳]۔

مغیرہ بن شعبہ وہ مردود و ملعون ہے کہ جس نے جناب ابو لولوکواپنی غلامی میں لے رکھا تھا۔ مغیرہ بن شعبہ ۔ اس بارے میں چند تفصیلات بیان کرنا ضروری ہیں۔

۱ مغیرہ بن شعبہ اُن چند افراد میں سے ایک تھا جو عمر بن الخطاب و قنفذ کے ہمراہ شہزادی کونین حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھاکے گھر آئے آپ کے بیت الشرف کے دروازے کو نذر آتش کیا اور اسی واقعہ میں حضرت محسن ابن امیر المومنین علیھا السلام کی شہادت واقع ہوی۔

۲ مورخین کے بیان کے مطابق مغیرہ کا شمار ان چار لوگوں میں ہوتا ہے جو اپنی سیاست مکاری اور فتنہ پردازی کیلئے تاریخ عرب میں مشہور ہیں۔ یعنی ابو سفیان، معاویہ، عمرعاص اور مغیرہ بن شعبہ

۳ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے ایک طویل خطبہ میں معاویہ اور اس کے گروہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ لوگ حضرت امیر المومنین علیہ السلام پر اپنے اجتماعات میں سب و شتم کیا کرتے تھے اور ان کا یہ عمل مسلمانو ں سے پوشیدہ نہیں تھا ان ملعونوں کے تذکرے میں جب مغیرہ بن شعبہ کا نام آیا تو آپ نے فرمایا اے مغیرہ بن شعبہ تو دشمن خدا تو نے کتاب خدا کو پس پشت ڈال رکھا ہے تو نے پیغمبر خدا کی تکذیب کی تو زنا کا مرتکب ہوا لیکن عمرؓ ابن الخطاب نے تجھے سنگسار کرنے حق و باطل میں آمیزش کردی اور دروغ گوی سے کام لیا۔ جسکی بنا پر تجھے دنیا میں ذلت و رسوای اور آخرت میں اس سے زیادہ درد ناک عذاب ملے گا کہ تونے پیغمبر خداصلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرہ سلام اللہ علیھا کو ضرب لگای اور ان سے ناروا سلوک کیا۔ جسکے نتیجے میں آپ زخمی ہوئیں اور آپ کے فرزند کی شہادت واقع ہوئی۔ تیسرا مقصد یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی ہتک حرمت ہو۔ تونے شریعت خدا کی خلاف ورزی کی کہ جسمیں قل لااسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی کا حکم ہے۔ تونے رسالتمآبؐ اور حضرت فاطمہ زہرا سلام

اللہ علیہ کا احترام نہ کیا حالانکہ رسول اللہ نے آپؑ کے بارے میں فرمایا تھا فاطمہ سیدۃ نساء اھل الجنۃ اجمعین فاطمہ بہشت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں۔ اے مغیرہ! آخرت میں تیرے ان اعمال کی باز پرس ہوگی اور اللہ سبحانہ تعالی تجھ کو آخرمیں جہنم میں ڈالے گا۔

[بیت الاحزان صفحہ ۱۱۷]۔

۴ ابن ابی الحدید لکھتے ہیں کہ مغیربن شعبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے اور علی ابن ابیطالبؑ سے بغض و کینہ و دشمنی رکھتا تھا اسکی دشمنی تمام بنی ہاشم اور خصوصاََ علی ابن ابیطاب علیہ السلام سے مشہور و معروف ہے۔

جب معاویہ کی بیعت ہوگئی تو مغیرہ بن شعبہ نے معاویہ کی جانب سے ایسے خطبا کا تقرر کیا جو حضرت امیر المومنین علیہ السلام پر اپنے خطبوں میں لعنت پڑھا کرتے تھے۔

[شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی جلد ۱۳، ۱۴، ۱۶ صفحہ نمبر ۲۲، ۷۰، ۱۰۱]۔

جناب ابولولو اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام

یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ جناب ابو لولو مغیرہ بن شعبہ جیسے فاسق و فاجر و جابر شخص کے شکنجہء غلامی میں گرفتار تھے لیکن جناب ہرمزان آزاد تھےاور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خاص محبوں میں شمار ہوتے تھے۔ رفتہ رفتہ جناب ابو لولو بھی حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے قریب ہوتے گئے اور آپ کا شمار بھی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خاص صحابیوں میں ہونے لگا۔ چنانچہ صاحب مستدرک سفینتہ البحار نقل فرماتے ہیں کہ فیروز ابو لولو کا اکابر مسلمین

و مجاہدین بلکہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام خاص صحابیوں میں شمار ہوتا ہے۔

[مستدرک سفینۃ البحار ج ۹، صفحہ ۲۱۲]۔

مرحوم میرزا عبد اللہ افندی تحریر فرماتے ہیں کہ **والمعروف کون ابی لولوۃ من خیار شیعۃ علی ابن ابیطالب علیہ السلام** شیعوں میں یہ بات مشہور و معروف ہے کہ جناب ابو لولو کا حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے نیک و پرہیزگار شیعوں میں شمار ہو تا ہے۔

[ریاض العلماء ج ۵، صفحہ ۵۰۷]۔

اس کے علاوہ صاحب مستدرک لکھتے ہیں کہ جناب ابو لولو کے ایک بھائی تھے جن کا نام عبد اللہ بن ذکوان تھا۔ آپ اہل مدینہ میں علم حساب، علم نحو، مشعر و حدیث و فقہ کے عالم تھے۔

[فصل الخطاب فی تاریخ قتل عمر بن صفحہ ۱۸۴]۔

اس کے علاوہ ذہبی اپنی کتاب المختصر فی علم الرجال میں لکھتے ہیں عبداللہ بن ذکوان بنی امیہ کے غلاموں میں سے تھے یہ عمر کے قاتل ابو لولو کے بھائی تھے یہ ثقہ و قابل اعتماد شخص تھے اکثر راویان احادیث مثلاً مالک، لیث اور سفیانان وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

[فصل الخطاب فی تاریخ قتل عمر بن صفحہ ۱۸۴]۔

اگر ہم مندرجہ بالا مشواہد سے صرف نظر کریں تب بھی حسب ذیل امور اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ جناب ابو لولو حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے گہرے تعلقات و رواسم رکھتے تھے۔ اور اکثر آپ کے بیت الشرف

پر حاضر ہوتے تھے۔ جب کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ جب مالِ غنیمت تقسیم ہوا تو جناب ابو لو لو مغیرہ بن شعبہ کے حصے میں آئے لیکن جب کچھ ہی عرصہ میں جناب ابو لولو حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے قریب ہوتے نظر آئے تو مغیرہ نے عمر ابن خطاب کے حکم سے آپ پر خراج میں اضافہ کردیا اور حد یہ ہے کہ ایک دن مغیرہ نے جناب ابو لولو سے کہا کہ اگر وہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے بیت الشرف سے قطع تعلق کرلیں تو ان کا خراج معاف کردیا جائے گا لیکن جناب ابو لولو نے انکار کردیا۔ نہ صرف یہ بلکہ یہ آپ نے عمر ابن الخطاب کو زخمی کرنے کے بعد حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے بیت الشرف میں پناہ لی تھی۔

(کامل بہائی نسخہء خطی ص ۳۸۳، اسرار الامامۃ صفحہ ۳۲۵)۔

کثیر خراج اور ہوائی چکی بنانے کا حکم

جناب ابو لولو کے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے تعلقات کی وجہ سے مغیرہ بن شعبہ نے آپ پر اپنا ظلم و ستم اور زیادہ کر دیا اور آپ کے خراج میں بہت زیادہ اضافہ کردیا وہ آپ سے روزانہ ۳ تا ۴ درہم کا خراج لینے لگا جو آپ کی استطاعت و آمدنی کیلئے ناقابل برداشت تھا۔ جناب ابولولو نے خلیفہ عمر ابن الخطاب سے کئی مرتبہ مغیرہ بن شعبہ کے اس ظلم و ستم کی شکایت کی۔ عمر ابن الخطاب نے نہ صرف ان کی شکایت و فریاد کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ آخری مرتبہ جناب ابو لولو سے مغیرہ بن شعبہ کی شکایت سن کر یہ جواب دیا کہ تم آہن گری نجاری اور دیگر فنون سے آشنا ہو تمہارے لئے یہ خراج اتنا زیادہ نہیں ہے اور میں نے سنا ہے کہ تم نے

ایرانیوں سے ایسی چکی بنانی سیکھی ہے جو ہوا سے چلتی ہے۔ کیا تم میرے لیے بھی ایک ایسی چکی بنا سکتے ہو۔ جناب ابو لولو نے جواب دیا لادیران لك رحی لاتسکن الی یوم القیامة میں یقیناً تیرے لئے ایک ایسی چکی بناوں گا جو روزِ قیامت تک چلتی رہیگی۔ اور ایک دوسری روایت کے مطابق یہ جواب دیا لاعملن لك رحی یتحدث بها من بالمشرق والمغرب میں تیرے لیئے ضرور ایک ایسی چکی بناوں گا کہ جسکا چرچا مشرق و مغرب عالم میں ہوگا۔ طبقات الکبری ج ۳ صفحہ ۳۴۵، تاریخ دمشق ج ۴۴ صفحہ ۴۱۳، کنز العمال ج ۱۲ صفحہ ۶۸۲۔ جناب ابو لولو کا یہ جواب سن کر عمر ابن الخطاب کو اپنے ایک خواب کی تعبیر یاد آگئی جو اس نے ایک عرصہ قبل دیکھا تھا۔ ان دیکا احمر نقرہ ثلاث نقرات جسمیں ایک سرخ رنگ کے مرغ نے اپنی چونچ سے اسے تین ٹھونگیں ماری تھیں اور خواب کی تعبیر بتانے والوں نے اسے یہ بتایا تھا کہ ایک ایرانی نژاد آدمی اسے تین ضربیں لگا کر قتل کرے گا۔ اس پیشن گوئی کے تحت جب عمر ابن الخطاب نے جناب ابو لولو سے یہ جملہ سنا تو کہنے لگا۔ ان العبد قد اوعدو لو کنت اقتل احدا بالتہمة لقتلته اس غلام نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے اور اگر میں تہمت و گمان کی بنیاد پر کسی کو قتل کرتا تو میں اس ضرور قتل کردیتا۔ (مستدرک سفینة البحار ج ۹ صفحہ ۲۱۳)، طبقات الکبریٰ ج ۳، ص ۳۴۷، اسد الغابہ ض ۴ ص ۱۷۶)۔

تاریخ دمشق ج ۴ ۴۰۹، ، کنز العمال ج ۱۲ ص ۶۸۴بس اسی دن سے جناب ابو لولوپر عمر ابن الخطاب کا ظلم و ستم آشکار ہو گیا اور نہ صرف خود ان پر بلکہ اسلام و امت مسلمہ اور خصوصاً پیغمبر اسلام صلی اللہ ولیہ و آلہ و سلم کے بعد اسلام کی اہم ترین شخصیت یعنی حضرت امیر المومنین علیہ السلام پر اسقدر ظلم روا رکھا گیا کہ آپ نے خانہ نشینی اختیار فرمای اپنی اس صورت حال کو ان الفاظ میں بیان فرمایا صبرت وفی العین قزی وفی الحلق شجیٰ میں نے اس حال میں صبر کیا کہ میری آنکھوں میں خارِ غم کی خلش اور حلق میں رنج و الم کی گرہ پڑی ہوئی تھی (نہج البلاغہ شقشقیہ خطبہ نمبر ۳)۔ ان اسباب و جوہات کی بنا پر جناب ابو لولو نے یہ عزم مصمم کر لیا تھا کہ وہ مولائے کائنات حضرت امیر المومنین علیہ السلام صدیقہ طاہرہ حضرت فاطمہ زہر سلام اللہ علیھا کے مصائب و آلام کا عمر ابن الخطاب سے ضرور انتقام لیں گے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو جناب ابولولو کے اقدام کا علم

ایک روایت کے مطابق حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے عمر ابن الخطاب کو مخاطب کرکہ فرمایا سقتلک ابو لولو تو فدة ا ید خل بہ واللہ الجنان علی الرغم منک تیری خواہش و امید عنقریب ابو لولو تجھے خدا وند عالم کی توفیق و تائید سے قتل کرے گا اور خدا کی قسم اسی اقدام سے وہ مستحق جنت قرار پائے گا۔ (ارشاد القلوب دیلمی ج ۲ ض ۲۸۵)۔

قال حسین بن حمدان الخصیبی [متوفی ۳۳۴ ہجری] عن ابیہ عن..... تقول سمعت امیر المومنین علیہ السلام یقول لعمر ولما ظلمت عترۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقبیح الفعال غیر انی اراک فی الدنیا قتیلاً بجراحۃ ابن عبد ام معمر تحکم علیہ جوراً فیقتلک توفیقاً یدخل واللہ الجنان علی رغم منک۔

فقال عمر: یا ابا الحسن اما تستحی لنفسک من ھذہ التکھن؛ فقال امیر المومنین علیہ السلام ما قلت لک الا ما سمعت وما نطقت الا ما علمت

حسین بن حمدان الخصیبی (متوفی ۳۳۴ ہجری) اپنی اسناد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے عمر ابن الخطاب سے فرمایاکہ تو نے اہلبیت نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پر جو ظلم و ستم کیا ہے اس کے نتیجے میں میں دیکھ رہا ہوں کہ تو دنیا میں ایک غلام یا ایک معمر شخص کی ضرب سے جس پر تو نے ظلم و جور کا حکم جاری کیا ہے قتل ہوجائے گا اور خدا کی قسم وہ تیری امید و خواہش کے خلاف داخل جنت ہوگا۔ اس پر عمر نے کہا یا اباالحسن آپ کو اس کہانت پر شرم نہیں آتی۔ تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے عمر کو جواب دیا میں نے تجھ سے وہ کہا ہے جو میں نے سنا ہے اور وہ بیان کیا ہے جو میں جانتا ہوں۔

ایک دوسری روایت کے مطابق ان امیر المومنین علیہ السلام قال للثانی یا مغرور انی اراک فی الدنیا قتیلا بجراحۃ عبد تحکم علیہ جوراً فیقتلک توفیقاً

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے عمر ابن الخطاب سے فرمایا اے مغرور میں تجھے اس دنیا میں ایک غلام کی ضرب سے قتل ہو تا دیکھ رہا ہوں جس پر تو ظلم و جور سے فیصلہ کرے گا اور وہ تجھے بتوفیق الہیٰ قتل کردے گا۔ (مستدرک سفینۃ البحار ج ۹ ص ۲۱۳، مشارق انوار الیقین ص ۱۶۲، بحار الانوار ج ۳۰ ،ص۲۷۶)۔ اس روایت کے راوی محمد بن سنان کی اکثر علماء علم رجال نے توثیق فرمای ہے جسمیں الارشاد میں شیخ مفید" المختلف میں علامہ اور فوائد الرجالیہ ج ۳ ص ۲۴۹ میں آیت اللہ وحید بہبہانی جیسے جلیل القدر علما شامل ہیں۔شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بھی فہرست ص ۲۲۰ پر اگرچہ کہ اسکی توثیق نہیں فرمای لیکن ان کتابوں کو مستند و معتمد قرار دیا ہے۔ان دونوں روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہ صرف جناب ابو لولو کے اس اقدام سے قبل وقوع واقعہ بہ علم امامت واقف تھے بلکہ آپ" نے جناب ابو لولو کے اس اقدام و عمل کو توفیق الہیٰ اور استحقاق جنت کا موجب قرار دیا ہے۔

جناب ابولولو کا عمرابن الخطاب کے نام خط

جناب ابو لولو کی اپنے اس عمل و اقدام میں اسقدر فراست و دانشمندی فرما تھی کہ عمر کو زخمی کرنے سے ایک مدت قبل انہوں نے عمر کو تفصیلات بتاے اور پھر ایک مسلہ دریافت کیا تھا جبکہ عمر کو اس مسلہ کی غرض و غایت کا اندازہ بھی نہ ہو سکتا تھا۔ انھوں نے عمر کے نام اپنے خط میں

اس شخص کی سزا کے بارے میں سوال کیا تھا کہ جو حضرت امیر المومنین
علیہ السلام اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی ہتک حرمت اور آپ پر
ظلم و ستم کرے انہوں نے اپنے آئیندہ اقدام سے قبل ہی خود عمر ابن
الخطاب کی رائے خود اس کے خلاف حاصل کرلی تھی اب ان کے پاس عمر
کی خود اپنے خلاف سند موجود تھی۔ جناب ابو لولو نے عمر کے نام اپنی تحریر
میں سوال کیاتھا کہ کیا سزا ہونی چاہیئے جو اپنے مولا کا گنہگار ہو اور ان سے
ملک و سلطنت غصب کرلے اور اپنے مولا و آقا کی شریک حیات پر ظلم و
تشدد کرے اور جسمانی ایذا رسانی کرے عمر نے جواب میں لکھا کہ اگر
کوی شخص ایسا کرے تو وہ واجب القتل ہے۔ جب جناب ابو لولو عمر کو قتل
کرنے کے ارادے سے اس کے پاس آئے تو اسی کے تحریر کردہ جواب کی
بنیاد پراس سے کہتے جاتے تھے تونے کیوں اپنے مولا حضرت امیر المومنین
علیہ السلام پرظلم و ستم کیا پھر اس پر لعنت کرتے اور ضرب پر ضرب لگاتے
جاتے تھے۔ (طریق الارشاد ص ۴۵۶)۔

روز واقعہ

آخر کار جناب ابو لولو نے اپنی آہنگری و حدادی کی مہارت سے استفادہ
کرتے ہوئے ایک دو پھلوں والا ایسا خنجر بنا لیا جسکے دونوں پھلوں
کے درمیان دستہ تھا اور پھر ایک صحیح روایت کے مطابق اور جیسا کہ شیعوں
میں مشہور ہے۔ بروز دو شنبہ ۹ ربیع الاول ۲۳ ہجری بوقت فجر جبکہ عمر ابن الخطاب

اپنے ہاتھ میں تازیانہ لیئے نمازیوں کی صفوں کو استووا، استو وا صفوفکم (اپنی
صفوں کو سیدھا کر لو) کہہ کر درست کر رہا تھا تو عین اسوقت جناب ابو
لولو عمر ابن الخطاب کے قریب پہنچ گئے۔ (طبقات الکبری ج ۳ ص ۳۴۱،
فتح الباری ج ۷ ص ۴۹، کنز العمال ج ۱۲ ص ۶۷۹)۔ اور اپنے خنجر کے
تین وار لگا کر پیٹ سے .... تک عمر ابن الخطاب کا جسم چاک
کردیا۔اگرچہ کہ ان لوگوں نے جو اسوقت عمر ابن الخطاب کے نزدیک تھے
جناب ابو لولو کو زد و کوب کرنے اور پکڑ لینے کی کوشش کی لیکن ان میں
سے مزید ۱۳ لوگوں کو زخمی کرنے بعد وہاں سے بچ نکلنے میں کامیاب
ہوگئے (بحار الانوار ج ۲۹ ص ۵۳۰)۔ اسطرح زخمی ہونے کے بعد عمر
ابن الخطاب تین دن تک بستر مرگ پر پڑا رہا اور ۵۵ سال کی عمر میں
واصل جہنم ہوا۔

سنی مورخین کی بے عقلی

اگر چہ کہ سنی مورخین نے اپنی تاریخوں میں یہ بات کو ثابت کرنے کی
کوشش کی ہے کہ جب جناب ابو لولو نے عمر ابن الخطاب کو زخمی کیا تو وہ
اسوقت مسجد میں تھا اور ظاہر ہے کہ جناب ابو لولوبھی اسوقت مسجد ہی
میں تھے اگر ان کے اس قول کو تسلیم کر لیا جائےتو پھر ان کا یہ کہنا کہ
جناب ابو لولو معاذاللہ کافر تھے خود بخود غلط قرار پاتا ہے جیسا کہ علامہ مجلسی
علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ خود رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اپنی

حیات طیبہ ہی میں مدینہ میں کافروں کا داخلہ ممنوع قرار دیدیا تھا تو پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ جناب ابو لولو اپنے کفر کے باوجود مدینہ میں زندگی بسر کر رہے تھے نہ صرف یہ بلکہ وہ اپنے کافر ہونے کے باجود مسجد میں بوقت نماز ، صف اول اور وہ بھی خلیفہ وقت و امام جماعت کے عین پیچھے کیا کر رہے تھے۔ لیکن یہ تعجب خیز اور مضحکہ انگیز بات سنی مورخین نے اپنی معتبر ترین تواریخ میں لکھی ہے ملاحظہ کیجئے۔ (مسند ابن یعلی ج ۵ ص ۱۱۶، صحیح ابن حبان ض ۱ ص ۳۳۲ تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۴۱۰، اسدالغابہ ج ۴ ص ۸۶، موارد الظمان ص ۵۳۷، تاریخ المدینہ ج ۳ ۸۹۲، طبقات الکبریٰ ج ۳ ص ۳۶۱، نیل الا وطار ج ۶ ص ۱۶۰۔

روز نہم ربیع الاول کی اہمیت

اگر چہ کہ عمر ابن الخطاب ۹ ربیع الاول کو واصل جہنم ہوا لیکن سنیوں میں مرگ عمر کی تاریخ ۲۶، ۲۷، ۲۸ یا آخر ذوالحجہ مشہور ہے۔ شیعوں کے نزیک مرگ عمر کی تاریخ جو نہم ربیع الاول مشہور ہے اس کے متعلق سید بن طاوس اپنی کتاب زوائد الفوائد میں حسن بن سلیمان اپنی کتاب المحتضر میں ایک روایت بیان کرتے ہیں ۔ روای ابن ابی العلا الھمدانی الواسطی ویحی بن محمد بن حویج البغدادی قالا تنازعنا فی ابن الخطاب و اشتبہ علینا امرہ. فقصدنا جمیعاً احمد ابن اسحاق ایقمی صاحب ابی الحسن العسکری علیہ السلام بمدینۃ قم. فقرعنا علیہ الباب فخرجت

علینا صبینہ عراقیہ فسئلیناھا عنہ فقالت ھو مشعول بعیدہ فانہ یوم عید. فقلت سبحان اللہ انما الاعیاد اربعۃ للشیعۃ: الفطر والاضحیٰ و الغدیر والجمعۃ قالت فان احمد بن اسحاق یروی عن سیدہ ابی الحسن علی بن محمد العسکری علیہ السلام ان ھذا الیوم یوم عید وھو افضل الاعیاد عند اھل البیت علیھم السلام ع عند موالیھم. قلنا فا ستاذنی علیہ وعرقیہ مکاننا والاقد خلت علیہ فعرفتہ فضرج علینا و ھو مستور ممئزر یفوح مسکاوھا یمسح وجھہ جاذ کرنا ذلک علیہ فقال لا علیکما خانی اغتسلت الیعد قلنا اولا حذا یوم عیدی قال لفم وکا یوم التاشع من شھر ربیع الاول۔

ابن ابی الحلا الھمدانی الواسطی اور یحی بن محمد بن حویج البغداوی بیان کرتے ہیں ہم میں عمر ابن الخطاب کے بارے میں کچھ اختلاف ہوا اور ہم اس ضمن میں شک وشبہ کا شکار ہوگئے تو ہم سب اس شک و شبہ کو دور کرنے کی غرض سے شہر قم میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے ایک صحابی جناب احمد ابن اسحاق القمی کے پاس حاضر ہوئے جب ہم نے ان کے مکان کا دروازہ کھٹکھٹا یا تو ایک عراقی لڑکی نے دروازہ کھولا۔ ہم نے اس لڑکی سے جناب احمد ابن اسحاق القمی کے بارے میں پوچھا اس نے کہا کہ وہ چونکہ آج روز عید ہے اسلئے وہ اعمال عید میں مشغول ہیں میں نے کہا سبحان اللہ! شیعوں کی تو چار عیدیں ہیں عید فطر، عید قربان، عید غدیر اور روز جمعہ۔ اس لڑکی نے جواب دیا۔ احمد ابن اسحاق

اپنے آقا ابو الحسن علی ابن محمد العسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک آج کا روز روزِ عید ہے اور یہ عید اہل بیت اور ان کے غلاموں کے نزدیک سب سے اہم وافضل عید ہے۔ پھر ہم نے اس لڑکی سے کہا کہ احمد ابن اسحاق کو ہمارے آنے کی اطلاع دے اور ملاقات کی اجازت حاصل کرے جب وہ لڑکی اندر گئی اور انہیں ہمارے آنے سے مطلع کیا تو احمد بن اسحاق۔۔۔۔۔۔ مشک سے معطر کئے اور ایک تو لئے سے اپنا چہرہ خشک کرتے ہوئے برآمد ہوئے۔ ہم نے ان سے اس بارے میں استفسار کیا تو انھوں نے جواب دیا کیا تمہیں نہیں معلوم میں نے غسل عید کیا ہے۔ تو پہلے ہم نے پوچھا کیا آج روزِ عید ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں اور وہ ماہ ربیع الاول کی نویں تاریخ تھی۔ پھر انہوں نے ہمیں اپنے گھر میں بلاکر بیٹھلایا اور کہا کہ میں نے حضرت ابو الحسن العسکری علیہ السلام کے غلام سے نہایت ہی رازداری میں حضرت سے ملاقات کی خواہش کی اور جب حضرت نے اجازت دی تو میں نے آپؑ کی خدمت میں آج کی طرح ماہ ربیع الاول کی نویں تاریخ کو حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ ہمارے مولا و آقا نے اپنے تمام خادموں کو نیا لباس پہننے کا حکم دیا تھا اور امام علیہ السلام کے سامنے ایک عود دان تھا جسمیں آپؑ خود اپنے ہاتھ سے عود ڈال کر جلا رہے تھے۔ میں نے آپؑ سے عرض کیا اے فرزند رسولؐ ہمارے ماں باپ آپؑ پر فدا ہو جائیں کیا یہ اہلبیت علیہم السلام کے لئے مسرت کا ایک نیا دن ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اہلبیت علیہم السلام کے لئے آج نویں ربیع الاول سے سے زیادہ اور کونسا دن قابل احترم ہوسکتا ہے۔ میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ آج کے دن حذیفہ یمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور آپ کے دونوں صاحبزادوں کے ساتھ طعام تناول فرمارہے تھے۔ آپؐ انہیں دیکھ کر مسکرارہے تھے اور حضرت امام حسنؑ و حضرت امام حسین علیہما السلام سے فرمارہے تھے کہ آج کے دن کی برکت و سعادت تم دونوں کو مبارک ہو کہ آج کے دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے دشمن اور تمہارے نانا کے دشمن کو ہلاک کرے گا۔اور آج کا دن وہ ہے کہ اللہ تم دونوں کے شیعوں اور محبوں کے اعمال قبول فرماتا ہے۔آج ہی کا دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اس قول کا مصداق ہےفتلك بيوتهم خاوية بما ظلموا ان فی ذلك لاية لقوم يعلمون (سورة النمل: ۵۲)۔ یہ ان کے گھر ان کے ظلم کی وجہ سے ویران پڑے ہیں بے شک اس میں جاننے والوں کیلئے ایک نشانی ہے اور آج کے دن فرعون کا گھر اس کے ظلم اور لوگوں کے حقوق غصب کرنے کی وجہ سے تباہ و برباد ہوا تھا۔ اسی دن کے متعلق اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے وقدمنا الی ما عملوا من عملٍ فجعلنه هباءً منثورا (الفرقان ۲۳) اور ان لوگوں نے جو کچھ نیک کام کئے ہیں ہم

ان کی جانب توجہ کرینگے اور انہیں اڑتی ہوی خاک بنا کر برباد کردیں گے۔
خذیفہ کہتے ہیں میں نے پوچھا یا رسول ؑ اللہ۔ کیا آپ کی امت اور اصحاب
بھی ان محارم کے مرتکب ہوں گے۔ ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے ارشاد فرمایا ہاں اے حذیفہ۔! منافقین میری امت کے پاس آئیں گے
اور ان کے افکار و عقائد بدلنے انہیں نقصان رساں و شرمناک باتیں
سکھانے اور انہیں اللہ کے راستے سے روکنے، اللہ کی کتاب میں تحریف
کرنے، میری سنت تبدیل کرنے میری آل کو ان کے ورثہ سے محروم
کرنے اور خود کو حاکم بنانے اور میرے بعد والے امام کو محکوم کرنے۔
لوگوں کے مسائل حل کئے بغیر ان کے مال میں تصرف کرنے، امت کے
اموال کو طاعت خدا کے علاوہ دیگر امور میں خرچ کرنے، مجھے اور میرے
برادر و وزیر کو جھٹلانے اور بوجہ حسد میری بیٹی کو اس کے حق سے محروم
کرنے کا ارتکاب کرینگے۔ پس اللہ سبحانہ تعالیٰ کے حضور میں فریاد کریگی اور
آج ہی کی طرح کے ایک دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسکی دعا قبول فرمائے گا۔
حذیفہ کہتے ہیں ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
اپنے پروردگار سے دعا کیجئے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس کو آپ کی حیات ہی
میں ہلاک کردے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا اے حذیفہ
مجھ میں یہ جرات کہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قضا و قدر کے خلاف کچھ
چاہوں پہلے سے اس کے علم میں ہے۔ ! لیکن میں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ

سے یہ دعا کی ہے کہ اللہ اس دن کو جس دن اللہ اسے دوسرے عام دنوں
کے مقابلے میں بافضیلت با برکت قرار دے۔
اور یہ میرے اور میرے اہلبیت کے شیعوں اور محبوں کیلئے ایک سنت قرار
پائے۔ یہ وہ ہیں جن کے متعلق اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے میری طرف وحی
بھیجی ہے اور کہا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم یہ میرے علم میں
پہلے ہی سے ہے کہ دنیا کے مصائب و آلام اور میرے بندوں میں سے
منافقین و غاصبین کے ظلم و جور کے باوجود جو تم سے اور تمہارے اہلبیت
سے تمسک اختیار کرینگے۔یہ منافقین و غاصبین ہیں کہ جنھیں تم نے
نصیحت کی تو انہوں نے تمہارے ساتھ خیانت کی۔ تم نے انہیں نیکی کی
دعوت دی تو انہوں نے تمھیں دھوکہ دیا۔ تم نے ان سے اپنا دل صاف
رکھا تو انہوں نے اپنے دل میں کینہ چھپائے رکھا۔ تم نے ان کی تصدیق
کی تو انہوں نے تمہیں جھٹلایا۔ تم نے انہیں پناہ دی تو انہیں نے تمہیں
دشمن کے حوالے کردیا۔ توبس مجھے اپنی قوت و قدرت و جلال کی قسم جو
تمہارے بعد علیؑ کا حق غصب کرے میں اس کے اور اسکے ساتھیوں کے
لئے جہنم کے سب سے نچلے حصے میں ایک ہزار دروازے کھول دوں گا جہاں
وہ ابلیس کے ساتھ رہینگے جہاں ان پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لعنت کی جاتی
رہیگی اور میں اس منافق کو فراعنہ اور ادین کے دشمنوں کے لئے قیامت
میں نمونہ عبرت قرار دوں گا۔ انہیں اور ان کے دوستوں جملہ ظالموں اور

منافقوں کو واصل جہنم کروں گا جسمیں وہ ذلیل و خوار اور پشیمان ہو کر ہمیشہ ہمیشہ رہینگے۔ اے محمدؐ اس اُمت کا فرعون اور تمہارے وصی کے حق کا غاصب اسکے درپے آزاد ہوگا۔ یہ وہی ہے جس نے میرے خلاف جرات کی، میرے کلام میں تحریف کی، میرا شریک قرار دیا، لوگوں کو میرے راستے سے روکا اور تمہاری امت کے لئے اپنی مرضی سے ایک بچھڑا لا بٹھایا، اور میرے عرش میں میرا انکار کیا۔ میں نے اپنے ملائکہ کو اپنے ساتوں آسمانوں میں حکم دیا ہے کہ آج وہ دن ہے کہ جس دن میں نے آپ کے دشمن کو ہلاک کیاہے لھذا آج کا دن آپ کے شیعوں و محبوں کیلئے روز عید ہے اور میں نے اپنے ملائکہ کو حکم دیا ہے بیت المعمور کے روبرو میری کرسی کرامت نصب کریں، میری حمد و ثنا کریں اور اولادِ آدم میں آپ کے شیعوں اور محبوں کے لئے استغفار کریں۔ اور میں نے کرام الکاتبین کو حکم دیا ہے کہ آپ کی اور اُ کے وصی کی عظمت و کرامت کے طفیل میں تین دن تک مخلوق کے گناہ تحریر نہ کریں۔

اے محمدؐ! میں نے اس دن کو آپ کے اہلبیت اور مومنین میں سے ان کے اطاعت گزاروں اور شیعوں کے لئے روز عید قرار دیا ہے۔ مجھے میری عزت و جلال و بزرگی کی قسم ہے میں انہیں دوست رکھتا ہوں جو آج کو دن عید منایئں میں انہیں خوف خدا رکھنے والا ثواب عطا کروں گا میں اسکی اور اس کے اہل و عیال کی مال و دولت میں اضافہ کروں گا۔

اور آج کے دن ہر سال میں آپ کے محبوں اور شیعوں میں سے ایک ہزار آتشِ جہنم سے آزاد کروں گا ان کی مساعی مشکور ہوں گی ان کے گناہ بخش دیئے جائینگے اور ان کے اعمال مقبول ہوں گے۔

حذیفہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کھڑے ہوئے اورجناب ام سلمہ کے مکان کو تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے خدمت سے اس حال میں واپس ہوا کہ مجھے شیخ (ثانی یعنے عمر بن الخطاب) کے بارے میں شک ہوا حتیٰ کہ جب رسالتمآبؐ نے رحلت فرمائی اور اسنے برائیوں کو پھیلنے دیا، کفر پلٹ آیا وہ مرتد ہوگیا، اس نے کاروبار سلطنت سنبھال لئے، قران میں تحریف کی، بیت وصی کو جلا ڈالا، نئے طریقے ایجاد کئے، ملت میں تغیر لے آیا، سنت بدل ڈالی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی گواہی کو مسترد کردیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی صاحبزادی جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیھاکو جھٹلایا، فدک غصب کرلیا، مجوسیوں، یہودیوں اور نصاری کو راضی و خوش کیا، بضعۃ الرسول جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیھا کو غضبناک کیا، تمام سنتوں کو بدل ڈالا، حضرت امر المومنین علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ و تدبیر تیار کی، ظلم و ستم کی بنیاد ڈالی، حلالِ خدا کو حرام، اور حرامِ خدا کو حلال قرار دیا۔ اونٹ کی کھال میں بھر بھر کر لوگوں میں دینار لٹا ڈالے، معصومہ کو طمانچہ مارا، غاصبانہ اور ظالمانہ طریقے سے منبر رسولؐ پر چڑھ بیٹھا۔

منافقوں کو واصل جہنم کروں گا جسمیں وہ ذلیل و خوار اور پشیمان ہو کر
ہمیشہ ہمیشہ رہینگے۔ اے محمدؐ اس اُمت کا فرعون اور تمہارے وصی کے حق
کا غاصب اسکے درپے آزاد ہوگا۔ یہ وہی ہے جس نے میرے خلاف جرات
کی، میرے کلام میں تحریف کی، میرا شریک قرار دیا، لوگوں کو میرے
راستے سے روکا اور تمہاری امت کے لئے اپنی مرضی سے ایک بچھڑا لا
بٹھایا، اور میرے عرش میں میرا انکار کیا۔ میں نے اپنے ملائکہ کو
اپنے ساتوں آسمانوں میں حکم دیا ہے کہ آج وہ دن ہے کہ جس دن میں
نے آپ کے دشمن کو ہلاک کیاہے لھذا آج کا دن آپ کے شیعوں و محبوں
کیلئے روز عید ہے اور میں نے اپنے ملائکہ کو حکم دیا ہے بیت المعمور کے
روبرو میری کرسی کرامت نصب کریں، میری حمد و ثنا کریں اور اولادِ آدم
میں آپ کے شیعوں اور محبوں کے لئے استغفار کریں۔ اور میں نے کرام
الکاتبین کو حکم دیا ہے کہ آپ کی اور اُ کے وصی کی عظمت و کرامت کے
طفیل میں تین دن تک مخلوق کے گناہ تحریر نہ کریں۔

اے محمدؐ! میں نے اس دن کو آپ کے اہلبیت اور مومنین میں سے ان
کے اطاعت گزاروں اور شیعوں کے لئے روز عید قرار دیا ہے۔ مجھے میری
عزت و جلال و بزرگی کی قسم ہے میں انہیں دوست رکھتا ہوں جو آج کو
دن عید منایئں میں انہیں خوف خدا رکھنے والا ثواب عطا کروں گا میں اسکی
اور اس کے اہل و عیال کی مال و دولت میں اضافہ کروں گا۔

اور آج کے دن ہر سال میں آپ کے محبوں اور شیعوں میں سے ایک
ہزار آتشِ جہنم سے آزاد کروں گا ان کی مساعی مشکور ہوں گی ان کے
گناہ بخش دیئے جائینگے اور ان کے اعمال مقبول ہوں گے۔

حذیفہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کھڑے
ہوئے اورجناب ام سلمہ کے مکان کو تشریف لے گئے اور میں بھی آپ
کے خدمت سے اس حال میں واپس ہوا کہ مجھے شیخ (ثانی یعنے عمر بن
الخطاب) کے بارے میں شک ہوا حتی کہ جب رسالتمآبؐ نے رحلت
فرمائی اور اسنے برائیوں کو پھیلنے دیا، کفر پلٹ آیا وہ مرتد ہوگیا، اس نے
کاروبار سلطنت سنبھال لئے، قران میں تحریف کی، بیت وصی کو جلا
ڈالا، نئے طریقے ایجاد کئے، ملت میں تغیر لے آیا، سنت بدل ڈالی حضرت
امیر المومنین علیہ السلام کی گواہی کو مسترد کردیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ و سلم کی صاحبزادی جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیھا کو جھٹلایا،
فدک غصب کرلیا، مجوسیوں، یہودیوں اور نصاری کو راضی و خوش کیا،
بضعتہ الرسول جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیھا کو غضبناک کیا، تمام سنتوں
کو بدل ڈالا، حضرت امر المومنین علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ و تدبیر تیار
کی، ظلم و ستم کی بنیاد ڈالی، حلالِ خدا کو حرام، اور حرام خدا کو حلال قرار
دیا۔ اونٹ کی کھال میں بھر بھر کر لوگوں میں دینار لٹا ڈالے، معصومہ
کو طمانچہ مارا، غاصبانہ اور ظالمانہ طریقے سے منبر رسولؐ پر چڑھ بیٹھا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خلاف دروغ گوی و افترا پرازی کی آپؑ کی رائے کی تردید کی اور اس کا مضحکہ اڑایا (حذیفہ کہتے ہیں) تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس منافق کے خلاف میری شہزادی سلام اللہ علیہا کی دعا قبول فرمای اور اس کے قاتل رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ سے اس کا قتل کروایا۔ پھر جب میں امیر المومنین علیہ السلام کے خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ کو اس منافق کے قتل کی اور اس کے دارالانتقام سدہارنے کی مبارک باد دوں تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا حذیفہ، تمھیں وہ دن یاد ہے جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے جبکہ میں اور آپؐ کے دونوں فرزند آپؐ کے ساتھ کھانا کھارہے تھے تو اس دن رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے تمھیں اس دن کی فضیلت سے آگاہ فرمایا تھا۔ (حذیفہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا جی ہاں اے برادر رسول اللہ مجھے وہ دن یاد ہے۔آپ نے فرمایا اللہ کی قسم اس دن سے اللہ سبحانہ و تعلیٰ نے آل رسولؐ کی آنکھوں کو ٹھنڈک بخشی۔ میں تمھیں اس دن کے بہتر(۷۲) ناموں سے آگاہ کرتا ہوں۔ خذیفہ نے کہا یا امیر المومنینؑ میں آپ سے یہ نام سننا چاہوں گا۔ یہ نو ۹ ربیع الوال کا دن تھا۔ امیر المومنین علیہ السلام فرمایا یہ ۱۔ یوم الاستراحتہ ۲۔ یوم تنفیس الکربۃ ۳۔ یوم العید ۴۔ یوم تحطیط الاوزار ۵۔ یوم الخیرۃ ۶۔ یوم رفع القلم ۷۔ یوم الھدو ۸۔ یوم العافیہ

۹۔ یوم البرکۃ ۱۰۔یوم الثارات ۱۱۔ یوم عید اللہ الاکبر ۱۲۔ یوم یستجاب فیہ الدعا ۱۳۔ یوم الموقف الاعظم ۱۴۔ یوم التوافی ۱۵۔ یعم الشرط ۱۶۔ یوم نزع السواد ۱۷۔ یوم ندامۃ الظالم ۱۸۔ یوم التصف ۱۹۔ یوم فرح الشیعۃ ۲۰۔ یوم التوبۃ ۲۱۔ یوم انابتہ ۲۲۔ یوم الزکاۃ العظمیٰ ۲۳۔ یوم الفطر الثانی ۲۴۔ یوم سیل النحاب ۲۵۔ یوم تجرع الریق ۲۶۔ یوم الرضا ۲۷۔ یو م عید اھل البیت ۲۸۔ یوم ظفر یہ بنو اسرائیل ۲۹۔ یوم یقبل اللہ اعمال الشیعہ ۳۰۔ یوم تقدیم الصدقہ ۳۱۔ یوم الزیارۃ ۳۲۔یوم قتل المنافق ۳۳۔ یوم الوقت المعلوم ۳۴۔ یوم سرور اھل البیت ۳۵۔ یوم الشاھد ۳۶۔ یوم المشھو ۳۷، یوم بعض الظال علی اللہ ۳۸۔ یوم القھر علی العدو ۳۹۔ یوم حدم الضلالۃ ۴۰۔ یوم التینیہ ۴۱۔ یوم التصرید ۴۲۔ یوم الشھادۃ ۴۳۔ یوم التجاوز عن المومنین ۴۴۔ یوم الزھرہ ۴۵۔ یوم العذوبۃ ۴۶۔ یوم المتطاب بہ ۴۷۔ یوم ذھاب سلطان المنافق ۴۸۔ یوم التسدید ۴۹۔ یوم یستریح فیہ المومن ۵۰۔یوم المباھلہ ۵۱۔ یوم المفاخرہ ۵۲۔یوم قبول الاعمال ۵۳۔یوم التبجیل ۵۴۔ یوم اذاعۃ السر ۵۵۔ یوم نصر المظلوم ۵۶۔ یوم الزیارہ ۵۷۔ یوم التودد ۵۸۔ یوم التحبب ۵۹۔ یوم الوصول ۶۰۔ یوم التزکیۃ ۶۱۔ یوم کشف الیرع ۶۲۔ یوم الزھد فی الکبائر ۶۳۔ یوم التزاور ۶۴۔ یوم الموعظۃ ۶۵۔ یوم العبادۃ ۶۶۔ یوم التسلام وغیرہ ـــــ یہ حدیث بہت طولانی ہے جسمیں حضرت

نے اس دن کی فضیلت کے بارے میں تفصلات بیان فرمای ہیں۔حدیث کے آخر میں حذیفہ یمانی کہتے ہیں کہ پھر اس جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اوراپنے دل میں یہ سوچتا تھا کہ اگر مجھے کوی اور شرف و فضیلت بھی نصیب ہو اور اگر کوی دوسرا ثواب حاصل نہ بھی کروں تو اگر اس کی فضیلت اور آج کا ثواب حاصل کرلوں جو حضرت نے بیان فرمایاہے تو گویا میں نے اپنی تمام مرادیں پالیں۔ (بحار الانوار ج ۳۱ ص ۱۲۰ و ص ۲۵۱، المتحضر حسن بن سلیمان ص۴۴، کتاب زوائد الفوائد سید بن طاوس) ثقۃ المحدثین مرحوم حاج شیخ عباس قمی اعلی اللہ مقامہ مولف مفاتیح الجنان روز نہم ربیع الاول کے اعمال میں تحریر فرماتے ہیں کہ روز نہم عید بزرگ اور عید بقر شگاف ہے جسکی بڑی تشریح ہے۔جو اپنے مقام پر مذکور ہوی ہے اور ایک روایت یہ بھی نقل ہوی ہے جو کوی اس دن صدقہ دے اس کے گناہ معاف کردیئے جائینگے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس دن کو مومنین کھانا کھلانا، انہیں خوش کرنا، خیرات کرنا، نیا لباس پہننا اور شکر و عبادت خدا کرنا مستحب ہے اور آج کا دن غم و اندوہ کی بر طرفی کا دن ہے اوراس دن کی بہت فضیلت ہے اور چونکہ ۸ ربیع الاول حضرت حسن عسکری ؑ کی شہادت کا دن ہے اس لیئے ۹ ربیع الاول کا دن حضرت حجت امام صاحب العصر عجل اللہ فرجہ الشریف کی امامت کا پہلا دن ہے جس سے اس روز کی فضیلت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔
(مفاتیح الجنان ص۳۵۲ اعمال ماہ ربیع الاول)۔

قتل عمر کے بعد جناب ابو لولو کا انجام

عمر کو قتل کرنے کے بعد جناب ابو لولو مقام قتل سے روانہ ہوگئے اور مولائے کائینات کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ اپنے بیت الشرف کے دروازے پر تشریف فرماتھے یا کہ آپؑ جناب ابو لولو کی مقام واقعہ سے واپسی کے منتظر تھے۔

الغرض جناب ابو لولو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، سارا واقعہ سنایا اور عرض کی یا مولای اشقست بطنہ اے میرے مولا، میں نے اس کا شکم چاک کردیاہے۔ یہ خبر سن کر آپ کو وہ مصائب یاد اگئے جو عمر ابن الخطاب نے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا پہ ڈھائے تھے۔ اور وہ لعنت و نفرین کے کلمات یاد آگئے جو آپؑ نے عمر ابن الخطاب کا تازیانہ براداشت کرکے فرمایے تھے اوروہ بد دعا جو انہوں نے عمر ابن الخطاب کے حق میں فرمای تھی مزق اللہ بطنک کما مزقت کتابی خدا وند عالم تیرے شکم کو اسی طرح پارہ پارہ فرمائے جسطرح تو نے اس مکتوب کو پارہ پارہ کیا ہے۔ بہر حال یہ خبر سن کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے شدید گریہ فرمایا اور فرمانے لگے، یالیت بنت رسول اللہ کانت حیۃ فسمعتۃ۔ اے کاش بنت رسول اس وقت بقدر حیات ہوتیں اور یہ خبر سن لیتیں۔ (مجمع النورین ص ۱۲۴)۔
اس کے بعد حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے جناب ابو لولو کیلئے

ایک امان نامہ قاضی کاشان کے نام تحریر فرمایا کہ انہیں بصدرِ احترام و تکریم پناہ دیں اور اپنی لڑکی کا ابو لولو سے نکاح کر دیں۔ آپ نے اپنا مخصوص گھوڑا دلدل بھی انہیں عنایت فرمایا اور انہیں کاشان روانہ فرمایا جہاں شیعوں کی خاصی تعداد سکونت پذیر تھی۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو معلوم تھا کہ حکومت کے کارندے جناب ابو لولو کے تعاقب میں آہی رہے ہوں گے۔ حضرت جہاں پہلے تشریف فرما تھے وہاں سے اٹھ کر اسی جگہ سے قریب ایک دوسری جگہ جا بیٹھے۔ جناب ابو لولو کے تعاقب میں لگے ہوئے حکومت کے کارندے جب وہاں آپہنچے تو انہیں نے حضرت سے پوچھا کہ آیا آپؑ نے ابو لولو کو وہاں دیکھا ہے؟ مولائے کائنات کے اس ایک جملے سے کے وہ کارندے اشتباہ کا شکار ہوگئے آپؑ نے فرمایا جب سے میں یہاں بیٹھا ہوں میں نے اسے (ابو لولو) نہیں دیکھا۔

۔(کامل بہائی ج ۲ ص ۱۱۱، مجمع النورین ص ۲۲۲، فصل الخطاب تاریخ قتل عمر ابن الخطاب ص ۲۱۱)۔

کاشان میں آمد و قیام

جناب ابو لولو کے کاشان میں قیام مدت عمر آپ کی اولاد اور نسل۔ سن وفات وغیرہ کے بارے میں یقینی طور پر کچھ کہنا مشکل ہے لیکن اس علاقے میں کچھ لوگوں کا خاندانی نام لولوئی اور شجاع الدینی وغیرہ ہے جس سے ابو لولو شجاع الدین کی طرف نسبت معلوم ہوتی ہے۔ جب کہ پہلے تذکرہ کیا جاچکا ہے کہ حضرت امیر المومنین نے جناب ابو لولو کیلئے قاضی کاشان کے نام تاحیات امان نامہ و سفارشی خط لکھ بھیجا تھا اسطرح

انہیں مقامی حکومت کی پشت و پناہ حاصل تھی آپ نے وہاں امن و سکون کے ساتھ اپنی بقیہ زندگی بسر کی وہاں اور ماہ مبارک رمضان سن ۳۱ ہجری میں اس دار فانی سے رخصت ہوئے ۔ (مستدرک سفینۃ البحار ج ۹ ص ۲۱۵)۔
اور اسی جگہ سپرد خاک کئے گئے کہ جو سرزمین شیعوں کا ایک اہم مرکز اور محبان اہلبیت کا مسکن رہا ہے۔

اس ضمن میں حسب ذیل عبارت خصوصی توجہ کی طالب ہے۔
کتاب مجالس المومنین میں ہے کہ اہل کاشان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ عمر ابن الخطاب کے قتل کے بعد جناب فیروز کاشان تشریف لائے اور دشمنوں کے خوف سے روپوش ہوگئے۔ اہل کاشان نے بھی خاندان رسالت سے آپ کی قربت و عقیدت کی وجہ سے آپ کی عزت و تکریم کی حتی کہ وہیں آپ اس دنیا سے رخصت ہوگئے پھر وہیں آپ کی تدفین بھی ہوئی ۔

(ریحانۃ الادب ج ۷ ص ۴۴۹)

جناب ابو لولو کی خود کشی کی داستان

اہل سنت کی بعض کتابوں میں یہ روایت ہے اور افسوس اس بات کا ہے کہ بعض شیعہ مولفین نے بھی روایت کی اسناد اور ان کے مصادر کی تحقیق کئے بغیر اپنی کتابوں میں اس جھوتی اور بے بنیاد روایت کو نقل کردیا ہے کہ عمر ابن الخطاب کو زخمی کردینے کے بعد جب جناب ابو لو لو کو حکومت کے کارندوں نے گرفتار کر لیا تو انہیں نے خود پر ایک ضرب کاری لگا کر خود کشی کرلی۔ اس روایت کی کئی شیعہ علماء کی کتابوں سے

تردید ہوتی ہے کہ جن میں جناب ابو لولو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا باعجاز امامت مدینہ سے کاشان پہنچا دینا اور خود جناب ابولولو کی قبر مطہر کا کشان میں موجود ہونا ہے۔ اس کے علاوہ حسب ذیل چند نکات بھی لائق توجہ ہیں ۔

۱۔ پہلی اور شاید سب سے اہم بات تو یہ ہیکہ اس طرح کی روایت اس ہستی کے بارے میں محل تعجب نہیں ہے کہ جو اہل سنت کی نظر میں سب سے زیادہ قابل مذمت و نفرت ہو۔

۲۔ دوسری بات یہ ہیکہ خود اہل سنت ہی کی کتابوں میں اس مفروضہ خودکشی کی روایت کے خلاف روایات موجود ہیں۔ مثلاً جناب ابو لولو کے بارے میں ان ہی کتب میں یہ جملہ بھی ملتا ہے کہ لایدری این ذھب یہ نہ معلوم ہوسکا کہ وہ کہاں گیا۔ یا یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر چہ کہ حکومت کے کارندے تعاقب میں تھے لیکن وہ غائب ہوگیا اور پھر اس کا پتہ نہ چلا۔ لیکن اس مفروضہ خودکشی کی داستان کا انجام کہیں بھی نہیں ملتا کہ اگر انھوں نے خودکشی کی تو پھر ان کی تجہیز و تکفین کہاں اور کیسے انجام پائی۔ انہیں دفن کیا گیا یا نہیں اگر دفن کیا گیا تو کہاں کیا گیا اور کیسے؟ (فصل الخطاب فی تاریخ قتل عمر ابن الخطاب ص ۲۰۷)۔

۳۔ اہلسنت کتابوں میں یہ روایت بھی ملتی ہے کہ عمر ابن الخطاب کے بیٹے عبید اللہ ابن عمر نے جناب ابولولو کے اس اقدام کے بعد قتل عمر کے قصاص میں تین افراد یعنے ہرمزان، جفینہ اور جناب ابو لولو کی صاحبزادی لولوۃ کو قتل کر دیا حالانکہ ابھی عمر ابن الخطاب زندہ تھا۔ جب عمر ابن الخطاب کو اپنے اس قبل از وقت قصاص کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے بیٹےعبید اللہ کی مذمت کی اور کہا میرا قاتل تو ابو لولوہے نہ کہ کوی اور اس روایت سے بھی معلوم ہوتاہےکہ اگر جناب ابو لولو نے خودکشی کی ہوتی تو پھر ان تین افراد کو قصاص میں قتل کرنا کوی معنی نہ رکھتا۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ جب عبید اللہ کو جناب ابو لولو کے تعاقب میں ناکامی ہوی تواس نے ان کےقریبی لوگوں میں سے ان تین افراد کواپنی ناکامی کی خفت اور انتقام کی آگ بجھانے کی خاطر قتل کردیا۔ (تاریخ دمشق ج ۳ ص ۴۸، الغدیر ج ۸ ص ۱۳۲)۔

۴۔ کتب اہل سنت میں یہ روایت بھی ملتی ہے کہ عمر ابن الخطاب کو زخمی کرنے کے بعد جناب ابو لولو نے عمرکے اطراف موجود اس کے اصحاب میں سے ۱۳ مزید افراد کو زخمی کر کے راہ فرار اختیارکی۔
۔(فتوح البلدان ۲ ص۷۷)

۵۔ جناب ابولولو کی موت کے بارے میں خود سنی کتابوں میں اسقدر و متضاد روایتیں ہیں کہ جو بذات خود ان روایتوں کے جھوٹ اور جعلی ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ بعض جگہ لکھا ہے کہ ابو لولو نے اپنے خنجر سے خود کو ہلاک کرلیا (العدر القویۃص ۳۲۸، صحیح البخاری ج ۴ ص ۲۰۴، سنن الکبریٰ ج ص۱۱۳)۔

دوسری جگہ لکھا ہے کہ عبید اللہ ابن عمر ابن الخطاب نے انہیں قتل کیا (الثقات ابن حیان ج ۲ ص ۲۴۰)۔ تیسری جگہ لکھا ہے کہ قبیلہ بنی تمیم کے ایک آدمی نے انہیں قتل کیا (تاریخ طبری ج ۳ ص۳۰۳، تاریخ دمشق ج ۳۸ ص۶۱)۔ اور آخر میں ایک جگہ لکھا ہے عبید اللہ ابن عوف نے آپ کا سرکاٹا (فتح الباری ابن حجر ابن حجر کی ج ۷ ص۵۱)۔

۶۔ ہم شیعوں کی نظر میں آپ کا اسلام و ایمان ثابت ہے۔ اور جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ ہماراعقیدہ ہے کہ جناب ابو لولو کا شمار اپنے زمانے کے محترم و معظم مسلمانوں اور حضرت امیر المومنین ؑ کے مخلص اصحاب میں ہوتاہے۔جناچہ مستدرک سفینہ البحار میں جناب ابو لولو کے بارے میں یہ عبارت ملی اعلم ان ہے اعلمان فیروز من اکا برالمسلمین و المجاھدین بل من خلص اتباع امیر المومنین (مستدرک سفینۃ البحار ج ۹ ص۲۱۴)۔

جاننا چاہئے کہ فیروز اکابرین مسلمین اور مجاہدین میں سے تھے، اور خاص طور پر امیر المومنین علیہ السلام کی اتباع کرنے والوں میں شمارہوتے تھے۔حضرت امیر المومنین ؑ نے عمر ابن الخطاب سے فرمایا تھا۔ اے متکبرو مغرور آدمی میں دیکھ رہاہوں تو ایک ایسے شخص کی ضرب سے ہلاک ہوگا کہ جس پر تونے اپنا ظلم و ستم کیا ہوگا۔ اور وہ شخص تیری تمناوآرزو کے خلاف اہل بہشت سے ہوگا۔ لھذا ایسا شخص جسے خود امیر المومنین علیہ السلام اہل بہشت سے قرار دیں وہ کیسے خودکشی کرسکتاہے (فصل اخطاب فی تاریخ قتل عمر بن الخطاب ص۲۰۳)۔

تاریخ قتل عمر میں اختلاف کی بنیاد

شاید بعض لوگوں کا خیال ہو کہ قتل عمر کی تاریخ میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اسکی حقیقت و حیثیت صرف تاریخی ہو اور یہ مسلہ کسی اور اہمیت کا حامل نہ ہو۔ لیکن حقیقی امر یہ ہے کہ اس اختلاف کا مصدر و منبع اہلسنت واہل تشیع کے مابین عقائد کا اختلاف ہے۔۔ ابتداء میں شاید اس اختلاف کو اہمیت نہ دی گئی ہو لیکن یہیں سے ایک بات واضح ہوتی ہے کہ اہلسنت کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ اپنے اہم مصادر و منابع میں جعلی اور واضع کردہ روایات شامل کر دیتے ہیں تاکہ اسطرح شیعوں کے مشہور و معروف عقاید میں شکوک و شبہات پیدا کردئیے جائیں، اور ان کے عقائد ومسلمات میں اختلاف و افتراق پیدا ہو جائے۔ خصوصاً انہوں نے شیعوں کے ایک نہایت ہی اہم عقیدہ یعنے اہلبیت ؑ عصمت و طہارت کے سب سے بڑے دشمن پر تبرا اور اس سے بیزاری کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے ان شیعہ عقائد و مسلمات کی تردید یا ان میں شکوک و اختلافات پیدا کرنے کی کوشش کی جو مذہب شیعہ کی اساس ہیں اور جو ہمارے مذہب کو دیگر مذاہب سے ممتاز و منفرد کرتے ہیں ۔

اہل تسنن کے نقطہء نگاہ اور عقیدے کے اعتبارسے تاریخ اسلام بلکہ تاریخ انسانیت کی سب سے مقدس و محترم شخصیت عمر ابن الخطاب کی ہے۔ سنیوں کی صحاح ستہ اور دیگر کتب میں اس کے اقوال و اعمال رسالتمآب صلی اللہ علیہ و الہ و سلم اور حتی کہ خود اللہ سبحانہ و تعالی کے اس اقوال و اعمال سے بھی زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ اگر کہیں عمر ابن الخطاب اور اللہ سبحانہ تعالی و رسالتمآب ؐ کے قول میں

تضاد و اختلاف ہوتو اہل سنت عمر ابن الخطاب کے قول و فعل کو زیادہ مقدس و محترم اور قابل ترجیح سمجھتے ہیں۔ مثلاً عمر ابن الخطاب نے فرمان جاری کیا تھا متعتان کانتا محللتان فی زمن رسول اللہ وانا احرمهما واعاقب علیهما، متعۃ النسا و متعۃ الحج زمانہ رسول اللہ میں دو متعۃ جائز و حلال تھے جنھیں میں حرام قرار دے رہا ہوں اور ان پر عمل نہ کرنے والوں کو میں سزا دوں گا ۱۔ متعۃ النسا ۲۔ متعۃ الحج(مسند احمد ابن حنبل ج ۱ ص ۵۲ اس کے علاوہ عمر ابن الخطاب نے نماز فجر کی اذان میں الصلاۃ خیر من النوم کا اضافہ کیا، بنو تغلب کے عیسائیوں پر جزیہ کے بجائے زکوٰۃ مقرر کی اور نماز تراویح کی بدعت کا آغا بھی کیا۔ متعۃ کی ممانعت تو قرآن حکیم کی واضح نص کے خلاف حکم جاری کیا گیا تھا کیوں کہ قرآن حکیم میں ارشاد پرور دگار عالم ہوتا ہے فما استعتم بہ منھن فآتوھن اجورھن فریضۃ (سورۃ النساء آیت ۲۴)۔ جن عورتوں سے تم نے متعہ کیا ہو اور جو مہر معین کیو ہو وہ انہیں دیدو۔ یہ آیت کریمہ متعہ کے جواز و حلت پر ایک واضح دلیل ہے۔ روایت کی جاتی ہے کہ جب یہ آیت ابن عباس کی موجود گی میں پڑھی گئی تو انہوں نے اسے الی اجل مسمی (ایک مدت معینہ تک)، کے اضافے کے ساتھ پڑھا اور جب ابو نضرہ اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ ہم تو اسطرح نہیں پڑھتے تو ابن عباس نے کہا قسم خدا کی اللہ نے اس آیت کو اسی طرح نازل کیا تھا۔ مولائے کائنات کا ارشاد ہے کہ اگر عمر ابن الخطاب متعہ پر پابندی نہ لگادیتا تو سوائے شقی و بد نصیب لوگوں کے تا روز جزا کوئی زنا کا مرتکب نہ ہوتا۔ جناب جابر ابن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے پورے زمانے میں پھر ابو بکر کی پوری خلافت میں

اور اس کے بعد عمر ابن الخطاب کے آدھے دور تک برابر متعہ کیا کرتے تھے اس نے اپنی خلافت کے آدھے دور کے بعد متعہ کو حرام قرار دیا (تفسیر در منثور ج ۵۲ ص ۱۴۰، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۲۰۰، تفسیر کشاف ج ۱ ص ۳۵۰) یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس آیت متعہ کی نہ تو قرآن میں کوی ناسخ آیت ہے نہ ہی رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی کوی حدیث ہے۔ اگر اس آیت کی کسی دوسری آیت سے تنسیخ ہوتی یا اگر کسی حدیث میں اسکی حرمت کا تذکرہ ہوتا تو اس آیت یا اس حدیث کا بیان کر نا ہی کافی تھا۔ عمر ابن الخطاب کا یہ کہنا کہ میں ان دونوں متعہ کو حرام کرتا ہوں خود بات کی دلیل ہے کہ اس نے احکام خدا و رسول کے خلاف اپنا فرمان جاری کیا۔

اسی طرح عمر ابن الخطاب کا حج تمتع یا متعہ الحج کا حرام قرار دینا بھی عین نص قرآنی کے خلاف تھا۔ اللہ سبحانہ و تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الھدی (سورہ بقرہ ۱۹۶)۔اور جو شخص حج تمتع کا عمرہ کرے تو اسے جو بھی قربانی میسر ہو کرنی ہوگی ان دومثالوں کے علاوہ دیگر اور بہت سی مثالیں ہیں جن پر ہمارے علماء شعیہ و اکابران ملت نے سیر حاصل بحثیں فرمای ہیں۔ تفصیلات کے لئے الایضاح: فضل ابن شاذان قمی، الاستغاثہ من بدع الثلاثہ علی ابن احمد کوفی، الغدیر: علامہ عبد الحسین امینی، النص و الاجتہاد: السید شریف الدین رحیم اللہ) ملاحظہ فرمائیں۔

بہر حال یہ بات نہایت ہی قابل افسوس و شرمناک ہے کہ آج بھی عاشقان عمر اس کے قول و فعل کو اللہ سبحانہ ع تعالی اور خاتم المرسلین صلی اللہ علہ و آلہ و سلم کے قول و فعل پر ترجیح دیتے ہیں۔

ہمیشہ سے اہل باطل کی یہ سعی و کوشش رہی ہے کہ تاریخی مسلمات میں شکوک و شبہات پیدا کرکے ان نزاع میں وہ افتراق پیدا کردیا جاے لیکن محققین کے نزدیک یہ بات واضح ہے اور زمانہ قدیم سے شیعہ ۹ ربیع الاول کو عید زہرا سلام اللہ علیہا بڑے جوش و خروش سے مناتے رہے ہیں جو تاریخ قتل عمر ابن الخطاب ہے۔ جسکی تائید کے لئے قطعی دلائل و براہین موجود ہیں۔ اہلسنت میں یہ بات مشہور ہے کہ عمر ابن الخطاب کا قتل ذوالحجہ کے اواخر سن ۲۳ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔ ان کی بے پنا کاوشوں اور لامتناہی مساعی کے باوجود وہ اس حقیقت کی پردہ پوشی نہ کرسکے۔ بہر حال شیعہ علماء اس بات کے قائل ہیں کہ عمر ابن الخطاب کا قتل ۹ ربیع الاول ہی کو ہوا۔ ان علماء و مورخین کی ایک طویل فہرست میں سے چند منتخبہ ہستیاں یہ ہیں۔

۱۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے امام جعفرصادق علیہ السلا سے روایت کی ہے
۲۔ محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل الامامیہ میں
۳۔ ہاشم بن محمد علیہ الرحمہ نے مصباح الانوار میں
۴۔ سید علی بن طاوس ابن سید بن طاوس نے زوائد الفوائد میں
۵۔ حسن بن سلیمان الحلیؒ نے المختصر میں
۶۔ علامہ مجلسیؒ نے بحار الانوار میں
۷۔ سید نعمۃ اللہ جزائری علیہ الرحمہ نے الانوار النعمانیہ میں
۸۔ شیخ حسین نوری طبرسی رحمۃ اللہ علیہ مستدرک الوسائل میں
۹۔ مرحوم شیخ عباس قمی مفاتیح الجنان میں

روایات معصومین علیہم السلام میں مقام و منزلت جناب ابولولو

۱۔ یہ وہ ہیں کہ جن کے توسط سے خدا وند عالم نے حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کی عمر ابن الخطاب کے حق میں بددعا کومستجاب فرمایا۔

۲۔ یہ وہ ہیں کہ جن کے ذریعہ خدائے بزرگ و برتر نے خود اپنے قول فتلک بیوتھم خاویۃ بماظلموا ان فی ذلک لایۃ لقوم یعلمون (سورۃ النمل: ۵۲) ان کے گھر ان کے ظلم کی وجہ سے ویران پڑے ہیں۔ بے شک اسمیں جاننے والوں کیلئے بڑی عبرت ہے۔

۳۔ یہ وہ ہیں کہ جنھوں نے دشمنِ رسلتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کروفر کو پامال کیا۔

۴۔ یہ وہ ہیں کہ جن کے ذریعہ اہلبیت رسالت کے فرعون ظالم اور ان کے حقوق کے غاصب اور ان کی ہتک حرمت و عزت کرنے والے کو ہلاک کیا۔

۵۔ یہ وہ ہیں کہ جنھوں نے منافقین کے سردار اور بت جبت کو نکال پھینکا۔

۶۔ یہ وہ ہیں کہ جنھوں نے اپنے اقدام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں روشن کیں۔

۷۔ یہ وہ ہیں کہ جن کے ذریعہ اہلبیت علیہم السلام کارنج و غم مسرت و شادمانی میں تبدیل ہوا۔

۸۔ یہ وہ ہیں کہ جن کے توسط سے اللہ سبحانہ و تعالی نے اہلبیت علیہم السلام کا انتقام لیا۔

۹۔ یہ وہ ہیں کہ جن کی وجہ سے خدا و ندعالم نے اہلبیت علیہم السلام کالباس غم برطرف کروایا۔

۱۰ یہ وہ ہیں کہ جنھوں نے اہلبیت علیہم السلام کا رنج و الم دور کیا۔

۱۱ یہ وہ ہیں کہ جنھوں نے اہلبیت علیہم السلام کے شیعوں کو ان کی مسرت و خوشی واپس لوٹادی۔

۱۲ یہ وہ ہیں جنھوں نے اہلبیت علیہم السلام کے لئے ایک عید کی بنا ڈالی۔

۱۳ یہ وہ ہیں کہ جنھوں نے اہلبیتؑ کیلئے مسرت و خوشی کا سامان مہیا کیا۔

۱۴ یہ وہ ہیں کہ جنھوں نے دشمن اہلبیتؑ کو مغلوب کیا۔

۱۵ یہ وہ ہیں کہ جنھوں نے گمراہی و بے راہ روی کو نکال پھینکا۔

۱۶ یہ وہ ہیں جنھوں نے مومنین کو آرام و راحت بخشی۔

۱۷ یہ وہ ہیں جنھوں نے منافقین کے رازوں کو آشکار کیا۔

۱۸ یہ وہ ہیں جنھوں نے مظلوم کی نصرت کی۔

۱۹ یہ وہ ہیں جنھوں نے مسلمانوں کے لئے بدعت کے رخ سے نقاب ہٹادی۔

(بحار الانوار ج ۳۱ص ۱۲۰، ج۹۵ ص ۳۵۱ المتحفز حسن بن سلمان ص۴۴)۔

جناب ابولولو کے لئے یہ اور اسی طرح کے القاب و صفات مختلف روایات و احادیث سے ماخوذ ہیں جن سے آپ کے ایمان کی بلندی اور آخرت و جنت میں آپ کے مقام و مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے اور اس طرح کے بلندو اعلی مراتب خداوند عالم کی توفیقات کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔

انما یتقبل اللہ من المتقین (سورۃ مائدہ: ۲۷)۔

بے شک اللہ تو صرف پرہزگاروں (کانذرانہ) قبول کرتاہے۔

سنی نقطہ نگاہ سے جوازِ قتل عمر: ابن ابی الحدید معتزلی بیان کرتے ہیں کہ ھبار ابن اسود جناب خدیجہ کی بھتیجی زینب کواپنے نیزہ سے ڈرایا کرتا تھا اور فتح مکہ کے دن جب کہ وہ حاملہ تھیں اور اپنی محمل میں جارہی تھیں تو اس نے پھر وہی حرکت کی تو نیزہ کے خوف سے آپ کا حمل ساقط ہوگیا جس پر رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ھبار بن اسود کا قتل مباح قرار دیا۔ ابن ابی الحدید معتزلی کہتے ہیں کہ میں نے یہ روایت اپنے استاد ابو جعفر نقیب کے سامنے پڑھی تو انہوں نے فرمایا کہ جسطرح رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم زینب کو ڈرانے اور ان کا حمل ساقط کرنے کے الزام میں ھبار بن اسود کا قتل مباح قرار دیا تھا اسی طرح اگر رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بقیدحیات ہوتے تو حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کو خوف زدہ کرنے اور حضرت محسن ابن علی علیہ السلام کے سقوط حمل کی سزا میں عمر ابن الخطاب کا قتل مباح قرار دیتے۔ ابن ابی الحدید کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد سے سوال کیا کیا میں اسے آپ

کے نام سے روایت کرسکتا ہوں تو انہوں نے کہا: ضرور روایت کرو مگر میرے نام سے نہیں
۔(بیت الاحزان ص۱۶۵، زیور عرش الہیٰ ص ۹۸)۔

ایمان جناب ابولولو کی دلائل

۱۔ ایمان جناب ابولولو کی سب سے اہم دلیل اور واضح ثبوت تو یہ ہے ان کا یہ اقدام و عمل تائید و توفیق الہی کے بغیر ممکن ہی نہ تھا۔ آپ نے اس ملعون کو قتل کیا جو بیشمار بدعتوں کا بانی، سرکاررسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہذیان کی نسبت دے کر آپ سے بد کلامی کرنے والا دختر رسول حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے بیت الشرف کے در کوجلانے والا،آپ کے پہلو کو شکستہ کرنے والا، حضرت محسن ابن علی علیہ السلام کو بطن حضرت زہرا سلام اللہ علیہا میں شہید کرنے والا تھا۔جناب ابو لولو کی خوش بختی، سعادت و ایمان کی اس سے زیادہ عظیم ومحکم دلیل اور کیا ہوسکتی ہے کہ آپ نے حضرت زہرا سلام اللہ علیہاکے قلب مقدس کو شاد و مسرور کیا اور اس ظالم کے حق میں آپ کی دعاے بد کو سچ کر دکھایا۔

۲۔ احمد ابن اسحاق قمی علیہ الرحمہ کی روایت میں امام معصوم علیہ السلام اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قاتل عمر کے بارے میں جن اوصاف کا ذکر کر فرمایا ہے وہ خود جناب ابو لولو کے فضائل و مراتب کی دلیل کیلئے کافی ہیں۔ اسی کتاب میں ہم نے عربی، فارسی اور اردو اور دیگر زبانوں میں آپ کی شان میں منقبتیں اور قصاید لکھے۔ جناب ابولولو کے اسلام میں سنیوں کی طرف سے شک و تردد پیدا کرنے کے باجود اور ان کے مصادر و منابع بکثرت موجود ہونے

کے باوجود ہمارے علماء مذہب حقہ میں سے کسی نے بھی آپ کے اسلام و ایمان کی تردید نہیں کی بلکہ کثیر تعداد میں آپ کا دفاع کیا ہے اور معترضین کے شبہات و سوالات کے مدلل جوابات دیئے ہیں۔

۳۔ علماء امامیہ نے زمانہ قدیم سے ابتک مسلسل اور بہ تکرار جناب ابو لولو علیہ الرحمہ کو شیعہ امیر المومنین ؑ بلکہ آپ کے خاص اصحاب میں شمار کیاآپ کی مدح و ثنا کی اور آپ کے لئے رحمت پروردگار کی دعائیں کیں۔ مشہور و معروف شعراء نے عربی، فارسی اور اردو اور دیگر زبانوں میں آپ کی شان میں منقبتیں اور قصاید لکھے۔ جناب ابولولو کے اسلام میں سنیوں کی طرف سے شک و تردد پیدا کرنے کے باجود اور ان کے مصادر و منابع بکثرت موجود ہونےکے باوجود ہمارے علماء مذہب حقہ میں سے کسی نے بھی آپ کے اسلام و ایمان کی تردید نہیں کی بلکہ کثیر تعداد میں آپ کا دفاع کیا ہے اور معترضین کے شبہات و سوالات کے مدلل جوابات دیئے ہیں۔

۴۔ حسین بن حمدان خصیبی متوفی ۳۳۴ ہجری اپنے والد احمد بن خصیب سے وہ ابو مطلب جعفر بن محمد بن مفضل سے اور وہ محمد بن سنان زاہری سے اور وہ عبد اللہ بن عبد الرحمن اصم سے اور وہ مدیح بن ہارون بن سعد سے روایت کرتے ہیں جناب ابولولو کے متعلق معصومین علیہم السلام کے بیس(۲۰) ارشادات نقل کئے ہیں (المسدرک ج ۲ ص ۵۲۲، التذکرۃ فی اصول الفقہ ص ۴۴، فصل الخطاب فی تاریخ قتل عمر بن خطاب ص ۵۸ ، میں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو عمر ابن الخطاب

سے یہ کہتے سنا، میں دیکھ رہا ہوں کہ تو نے پیمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت پر جو ظلم و ستم ڈھائے ہیں اسکی سزا و پاداش کے طور پر اسی دنیا میں ایک ایسے شخص کے ہاتھوں قتل ہوگا کہ جس پر تونے ظلم و جور روا رکھا ہے۔ اور قسم خدا کی وہ اپنی توفیقات کے باعث اور تیری دلی تمنا کے بر خلاف داخل جنت ہوگا۔ اس پر عمر ابن الخطاب نے کہا، کیا آپ کو اسطرح کہانت و پیشین گوئی کرتے ہوئے حیا نہیں آتی، حضرت امیر المومنین ؑ نے جواباً فرمایا، میں نے تجھ سے صرف وہ کہا ہے جو میں نے سنا ہے اور میں نے ایسی کوئی بات نہیں کہی جسکا مجھے علم نہ ہو۔

مذکورہ بالا روایت کی اسناد میں محمد بن سنان ایک جلیل القدر عالم اور مستند و معتبر راوی گزرے ہیں جناب ابولولو کے اسلام و ایمان کی تصدیق میں اس سے زیادہ معتبر و مستند روایت نہیں ملتی۔

۵۔ جناب ابولولو کے اسلام و ایمان پر ایک اور دلیل یہ بھی ہے کہ اس زمانے میں تمام اہل کتاب کا مساجد میں داخلہ ممنوع تھا اگر جناب ابو لولو اس زمانے کے مسلمانوں کی نظر میں کافر تھے تو کیوں کر مسجد میں داخل ہوسکتے تھے۔ یہ بات تو خود اہل سنت کی تواریخ کے علاوہ صحاح ستہ میں بھی ہے کہ جناب ابو لولو نہ صرف مسجد میں داخل ہوئے بلکہ صفِ اول میں عمر بن الخطاب کے عین پیچھے جگہ لے لی۔ (مسند ابی یعلی ج ۵ ص ۱۱۶، صحیح ابن حبان ج ۱۵ ص ۳۲۲، تاریخ دمشق ج ۴۴ ص ۴۱۰، اسد الغابہ ج ۴ ص ۷۶، موارد الظمیان ص ۵۳۷)۔

نہ صرف یہ بلکہ بعض روایات میں یہ بھی ملتا ہے جناب ابو لولو صرف پہلی صف ہی میں نہ تھے بلکہ انہوں نے عمر ابن الخطاب سے سرگوشی میں کچھ باتیں بھی کیں (طبقات الکبریٰ ج ۳ ص ۳۴۱، تاریخ المدینہ ج ۳ ص ۸۹۴، نیل الاوطار ج ۶ ص ۱۴۰)۔

۶۔ احمد بن اسحاق قمی نے صحابی رسول ؐ جناب حذیفہ بن یمان کا قول نقل کیا ہے کہ، اللہ سبحانہ و تعالی نے حضرت فاطمہ زہراسلام اللہ علیہا کی بد دعا کو اس منافق کے حق میں قبول فرمایا اور جناب ابو لولو کے ہاتھوں اس کا قتل قرار دیا۔

ولماظلمت عترة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقبیح الفعال غیر انی اراك فر الدنیا قتیلاً بجراحة ابن عبدام معمر تحکم علیه جوراً فیقتلك توفیقا یدخل واللہ الجنان علی رغم منك. فقال عمر یااباالحسن اماتستحی لنفسك من هذا الیکهن؟ فقال له امیر المومنین علیه السلام ماقلت لك الا ماسمعت وما نطقت الا ما علمت

(ھدایۃ الکبریٰ ص ۱۶۲)۔

جناب حذیفہ وہ بزرگ صحابی ہیں جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراز اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے خاص شیعوں میں سے تھے کہ جنھیں رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومنین و منافقین کے نام بتائے تھے۔ اب حذیفہ جیسے جلیل القدر صحابی کا جناب ابو لولو کے حق میں رحمت پروردگار کی دعا کرنانہایت ہی اہمیت کا حامل ہے ویسے بھی کبھی کوئی عام مسلمان بھی کسی کافر یا مجوسی کے لئے رحمت

کی دعانہیں کرتا چہ جائے کہ حذیفہ بن یمان جیسے برگزیدہ صحابی کا یہ
عمل اور اس سے کہیں زیادہ امام معصوم حضرت امام علی النقی علیہ
السلام کا خود اس روایت کا نقل کرنا جناب ابولولو کے اسلام و ایمان
کی ایک قطعی دلیل ہے مورخین اور سوانح نگار عبدالرحمن ابن ابی
بکر سے نقل کرتے ہیں کہ جناب ابو لولو کی کمسن لڑکی مسلمان تھی۔
(المحلیٰ ج ۱ ص ۱۱۵، المصنف ج ۵ ص ۴۷۹، پھر عبید اللہ ابن عمر
آیا ور اس نے ابو لولو کی دختر کو جو مسلمان تھی قتل کردیا اس دن
اہل مدینہ پر بہت ظلم ہوا)۔ ابولولو کا تعلق نہاوند سے تھاجو ۱۹ یا ۲۱
ہجری میں فتح ہوا تھا کسی مورخ نےان کی گرفتاری و اسیری کے
وقت ان کی کسی دختر کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ آپ کی اس دختر کا نام
لولوۃ تھا جو عربی ہے (فارسی نہیں) اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ
اس لڑکی کی ولادت بلاد عرب ہی میں ہوئی تھی اور وہ قتل عمر کے
وقت ۴ سال یا کم از کم ابھی حد بلوغ کو نہ پہنچی تھی۔ ان حالات
میں ایک نابالغ کا جس پر ابھی تکلیف شرعی عائد نہ ہوی ہو اسطرح
مسلمان مشہور ہو جانا اس بات کی دلیل ہے کہ اپنے والد جناب
ابولولو کے مسلمان ہونے کی بنا پر خود بھی مسلمان مشہور ہوی تھی
ورنہ چار سالہ بچی کے مسلمان ہونے کی کوی حیثیت نہیں جب تک
کہ اس کے خانوادہ نے اسکی اسلامی پرورش و تربیت نہ کی ہو جناب
ابولولو کا اپنی دخترکی تعلیم و تربیت اسلامی تعلیمات و احکام کے تحت
اہتمام کرنا اس بات کا سبب ہوا کہ دیگر صحابہ میں اس لڑکی کا

اسلام مشہور و معروف ہوا اور یہ بات جناب ابو لولو کی اس جانب توجہ اور
دلچسپی کے بغیر ممکن نہ ہوسکتی تھی۔

۸۔ تمام سوانح نگار اور مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ جب عبید اللہ ابن
عمر ابن الخطاب نے اپنے باپ عمر ابن الخطاب کے انتقام میں جناب ابولولو
کی صاحبزادی چار سالہ لولوۃ کو اس لئے قتل کردیا کہ (اصل قاتل) جناب
ابولولو اس کے ہاتھ نہ آسکے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی قیادت
میں جناب مقداد ابن اسود اور دیگر صحابہ کرام عبید اللہ بن عمر ابن
الخطاب سے قصاص اور اس کے قتل کامطالبہ کرنے لگے۔ مطلب بن عبد
اللہ کی روایت کے مطابق حضرت امیر المومنین علیہ السلام نےعبید اللہ بن
عمر ابن الخطاب سے پوچھا، تونے کس جرم و گناہ کی پاداش میں ابولولو کی
دختر کو قتل کیا ہے؟ اور پھرعبید اللہ بن عمر کے متعلق حکم اور اس کے
جرم کی سزا کے متعلق خلیفہ سوم عثمان بن عفان نے حضرت امیر
المومنین علیہ السلام اور دیگر صحابہ کرام سے مشورہ بھی کیا تھا۔(تاریخ
دمشق ج ۳۸ ص ۶۸، الغدیر ج ۸ ص ۶۸) اس روایت سے ایک اور
دلیل یہ بھی فراہم ہوتی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور دیگر
صحابہ کرام جناب ابولولوکی دختر کو مسلمہ و مومنہ سمجھتے تھے اور اسی لئے
وہ عبید اللہ بن عمر ابن الخطاب کے قتل کا مطالبہ کر رہے تھے ورنہ
مسلمان سے ہرگز کافرکے قتل کاقصاص نہیں لیا جاتا خصوصاًجبکہ دختر
ابولولو شرعی اعتبار سے نہ تو بالغ تھیں نہ ہی ابھی سن تمیزی کو پہنچی تھیں۔

۹۔ شیخ عماد الدین طبری نقل کرتے ہیں کہ مسلمانوں اور رومیوں کی جنگ کے بعد مالِ غنیمت کی تقسیم میں جناب ابولولو، مغیرہ بن شعبہ کے حصے میں آئے۔چند ہی دن میں وہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے بیت الشرف آنے جانے لگے اور پھر عمر ابن الخطاب کو زخمی کرنے کے بعد انہوں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے بیت الشرف میں پناہ لی (اسرار الامامۃ ص ۳۲۵)۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ جب عبید اللہ بن عمر ابن الخطاب نے دختر ابو لولو کو شہید کردیا تو حضرت امیر المومنین، جناب مقداد بن اسود اور دیگر صحابہ کرام اس سے قصاص کے طالب ہوے چونکہ اس مہم میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو دیگر لوگوں کے مقابلے میں نمایاں مقام حاصل تھا اسلئے عبید اللہ ابن عمرآپ سے بہت ہی خائیف تھا اور بالآخر وہ فرار کر کے معاویہ ابن ابی سفیان کی پناہ میں چلاگیا اور اسکی ملازمت اختیار کرلی۔ حتی کہ صفین میں معاویہ کی فوج کے ساتھ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خلاف جنگ میں شریک ہوا اور وہیں واصل جنہم ہوا (الغدیر ج ۷ ص ۱۳۶) اس کے علاوہ خود عثمان بن عفان نے عبید اللہ بن عمر سے کہا تھا قاتلك الله قتلت رجلا يصلي وصبيةً الطبقات الکبریٰ (ج ۵ ص ۱۶، الغدیر ج ۸ ص ۱۳۳) اللہ تجھے ہلاک کرے تونے ایک نمازی (ہرمزان) اور ایک کمسن لڑکی کو قتل کردیا۔ اس کے علاوہ عبد الرحمن ابن ابی بکربیان کرتے ہیں کہ جس دن لولوۃ بنت

ابولولو کا قتل ہوا اس زمین پر تاریکی چھاگئی تھی۔ (المحلی ج ۱۱ ص ۱۱۵، المصنف صنعانی ج ۵ ص ۴۷۹)۔

زمانہ قدیم ہی میں جناب ابولولوکی تعظیم و تکریم کے لئے آپ کی قبر مطہر پر ایک عظیم الشان مقبرہ تعمیر کیاگیا جسمیں ایران کے علاوہ دوسرے ممالک اسے آنے والے زائرین اور مسافروں کے سہولت کے لئے وسیع و عریض صحن اورکارواں سرائے کا انتظام تھا۔ یہاں کی زیارت مومنین کرام کے لئے وجہ شرف و سعادت دعاوں کے مستجاب ہونے کا ذریعہ اور باعث قرب الہیٰ ہے۔ یہ تمام اقدامات و اعمال تمام جلیل القدر شعیہ علماء کا شان اور حوزہ علمیہ قم کے زیر نگرانی اور ان کی اجازت اور مدد و حمایت سے انجام پاتے رہے ہیں نہ صرف یہ بلکہ کئی علما و اساتذہ کرام ۹ ربیع الاول یعنے عید زہرا سلام اللہ علیہا کے مبارک موقع پر اس حرم مطہر کی زیارت سے مشرف بھی ہوئے ہیں اور اسی دن ساری دنیا کے شیعوں کی ایک خاصی عظیم تعداد آپ کی زیارت سے مشرف ہوتی رہی ہے۔ آپ کی قبرمطہر پر ساری دنیا کے عاشقان و محبان اہلبیت کا ہجوم آپ سے مومنین کرام کی الفت و عقیدت اور یہ اعتقاد کہ خداوند عالم کے نزدیک آپ کی قدر و منزلت کے سبب آپ کے حرم میں کی ہوی دعائیں مستجاب ہوتی ہیں خود آپ کے ارفع و اعلیٰ مقام کا ثبوت ہے۔ ماہران تہذیب ع تمدن اور فن تعمیر اور اسکی تاریخ سے آشنا دانشمند اس بات پر متفق ہیں کہ ایران کے شہر کاشان میں مشہور عالم باغ فین

کے قریب جناب ابولولو کا موجودہ مقبرہ ایلخانی مغلوں کے فن اور ذوق تعمیر کا نمونہ ہے جو غالباً ۷ یا ۸ سو سال قبل تعمیر کیا گیا تھا۔ اس ضمن میں جستجواور اس شہر کی تاریخی عمارتوں کے متعلق مزید تحقیقات سے اس حیرت انگیز بات کا انکشاف ہوا کہ ۱۱۹۲ ہجری میں یعنی آج سے ۳۴۵ سال اس علاقے میں ایک شدید زلزلہ آیا تھا جس سے سارا شہر تباہ و برباد ہوگیا تقریباً ۷۵ فیصد لوگ اور ایک بڑی تعداد میں لوگ بے گھر ہوگئے۔ نہ صرف یہ بلکہ آج سے ۵۷۵ سال قبل یعنے ۸۶۲ ہجری میں اسی شدت کا ایک اور زلزلہ بھی آیا تھا۔ ان دو زلزلوں نے کاشان کی اکثر و بیشتر عمارات کو تباہ و برباد کردیا جسکے بعد ان عمارتوں کی مرمت اور ازسرنو تعمیر کا کام انجام پایا۔ تاہم یہ عمارت ان زلزلوں کی تباہ کاری کے باوجود بغیر کسی نقصان کے صحیح و سالم برقرار رہی۔ یہ اور بات ہے کہ بعض سرکاری افسروں کی لاپرواہی عدم توجہی اور دشمنان اہلبیت علیہم السلام کے بغض عناد اور ان کی تباہ کاریوں کی وجہ سے اس عمارت کو نقصان پہنچا۔ خصوصاً چندظالم و جابر بادشاہوں نے اس مقبرہ سے بے اعتنائی برتی اور اس کی تخریب کاری کے موجب ہوے۔

یہ بات نہایت ہی حیرت انگیز ہے کہ شہر کاشان کی عمارتوں اور تہذیب و تمدن اور یہاں کے طرز تعمیر کے ماہر جناب امینیان صاحب کا کہنا ہے کہ ان کے پاس ایسے براہین و دلائل موجود ہیں کہ جناب ابو لولو کے مقبرے کی قدیم و اصلی عمارت دوسری یا تیسری صدی ہجری میں یعنے

تقریباً ۱۱۰۰ یا ۱۲۰۰ سال قبل یعنے ائمہ معصومین علیہم السلام کے زمانے ہی میں تعمیر ہوچکی تھی۔ تاریخ اہلبیت ؑ سے واقف اور مذہبی رجحان رکھنے والے صحیح العقیدہ حضرات اس روضہ کی تعظیم و تکریم اور اسکی زیارت کے لئے عہد ائمہ علیہم السلام ہی سے کاشان جایا کرتے تھے۔

جہاں گمراہ فرقوں اور بدعقیدہ حکمرانوں نے جنت البقیع، محلہ بنی ہاشم جنت المعلیٰ اور دیگر مقامات مقدسہ مسمار کردیئے معجزانہ طور پر جناب ابو لولو کا روضہ محفوظ و مامون رہا۔ لیکن اس روضہ مبارکہ کے محفوظ رہنے کے باوجود حیرت اس بات کی ہے کہ اس روضہ کو شہرت و مقبولیت نہ ملی جسکا وہ مستحق تھا حالانکہ یہ روضہ ایران کے شہرکاشان میں واقع ہے جو زمانہ قدیم سے شیعان حضرت امیر المومنین کا شہر رہا ہے۔ جہاں کبھی دشمنان اہلبیت ؑ کے فتنہ و فساد کا خوف نہیں تھا لیکن پھر بھی وہ غربت و مظلومیت کا شکار رہا۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں ائمہ بقیع کی زیارت پر شرک اور غیر اللہ کی پرستش کی تہمت دیتے ہوئے ان روضوں نہ صرف مسمار کردیا گیا بلکہ وہاں حاضری ان مقامات کی زیارت توسل اور ان کی تعظیم و تکریم سے بھی شیعوں کو منع کردیا گیا ہے۔ ادھر اہلبیت علیہم السلام کی قبور کے ساتھ یہ سلوک اور ادھر شام کے شہر حمص میں خالد بن ولید لعنۃ اللہ علیہ اور عبید اللہ ابن عمر ابن الخطاب (قاتل لولوۃ دختر

جناب ابولولو) کی قبروں پر شاندار عمارتیں تعمیر کی گئیں۔ ائمہ معصومین اور حتی کہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مقدس کی زیارت اور وہاں طلب حاجت کوشرک و توہم قرار دیدیا گیا لیکن اس شاہراہ کو جس پر ان دونوں ملعونوں کی قبریں واقع ہیں شارع خالد بن ولید کا نام دیا گیا اور یہ قبریں اہلسنت کے نزدیک قابل تکریم واحترام قرار پائیں جہاں نئے دو لہا دلہن برکت و طلب حاجت کیلئے حاضر ہوتے ہیں۔اور دخیلک یا خالد، دخیلک یا بن عمر اے خالد اور اے عمر کے بیٹے ہم تمھاری حفظ و امان میں ہیں کے نعرے لگاتے ہیں۔ اگرچہ کہ شام کی حالیہ خانہ جنگی کے دوران اپریل ۲۰۱۳ میں بموں اور راکٹ کے حملوں کی وجہ سے اس مقبرہ کو نقصان پہنچا ہے۔ اس کے علاوہ سنی فرقہ حنفیہ کے بانی ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کا مقبرہ بغداد کے علاقہ ادھمیہ میں اور صوفی سلسلہ قادریہ کے بانی عبد القادر جیلانی کی قبر پر ایک شاندار عمارت ہے جب عزاداران اہلبیت اور زائیرین عراق ان مقامات سے گزرتے ہیں تو ان کے دل پر جو گزرتی ہے اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں جبکہ بقیع کے مقامات مقدسہ کی تصویرین ان کے ذہنوں میں محفوظ ہوتی ہیں۔

ان تمام حقائق کے باوجود اس بات پر افسوس و تعجب ہوتاہے کہ محبانِ و شیعان خاندان رسالت اس عظیم شخصیت کی زیارت کو ایسی تعداد اور ایسے جوش و خروش سے نہیں جاتے جسکی وہ مستحق ہے۔اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جناب ابولولو ہی کامزار وہ واحد مرکز ہے جو ہمیں تبرا و لعنت کی یاد دلاتا ہے۔یہی وہ آستانہ ہے جو محبانِ اہلبیتؑ کے دل کو تسکین اور دشمنان اہلبیتؑ کے قلب وجگر میں آگ بھڑکا دیتا ہے۔

امام زادہ حضرت عزالدین کی وصیت: جناب ابولولو کے مزار مقدس کی اہمیت اور اسکی اعلی منزلت و رفعت کا اس بات سے بھی اندازہ ہوسکتا ہے حضرت علی ابن الحسین زین العابدین علیہ السلام کی اولاد کرام میں سے حضرت عزالدین علیہ الرحمہ متوفی ۹۴۶ ہجری نے وصیت فرمای تھی کہ انہیں جناب ابو لولو کے قدموں کے قریب دفن کیا جائے جنانچہ آپ کی خواہش و وصیت کے مطابق آپ جناب ابو لولو کے پائینتی دفن ہوئے اور اب بھی جب کوی جناب ابو لولو کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے وہ ضرور جناب عزالدین علیہ الرحمہ کی زیارت سے بھی شرف یاب ہوتا ہے۔

علما و مراجع کرام کا زیارت سے مشرف ہونا: زمانہ قدیم ہی سے شیعہ علما و مراجع کرام جناب ابو لولو کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے ہیں۔

۱۔۱۳۸۱ ہجری کے ماہ صفر میں حضرت سید شہاب الدین نجفی مرعشیؒ حوزی علمیہ قم کے علماء فضلاء، مدرسین و طلبا کی ایک کثیر تعداد کے ساتھ جناب ابو لولو کی زیارت کے لئے کاشان تشریف لائے اور پھر کاشان کے اطراف و اکناف میں مدفون امام زادگان و اہلبیتؑ کی زیارات سے بھی مشرف ہوئے۔ (تذکرہ امام زادہ آقا علی عباس و بابا شجاع الدین مولفہ آیۃ اللہ سید عزیز امامت ص ۱۵)۔

۲۔۱۳۸۳ ہجری شمسی میں مرجع تقلید حضرت وحید خراسانی مدظلہ العالی اس روضہ مبارک کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے اس مزار مقدس کی تعظیم و تکریم کی تائید و تاکید فرمائی۔ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

ہمارے پاس اس بات کے قوی اور محکم دلائل موجود ہیں کہ زمانہ قدیم اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے عہد سے ہمارے اس دور تک مسلسل و متصل حضرت ابولولو کی شخصیت اور کاشان میں ان کے مزار مقدس کا مسلسل و متصل احترام ہوتا ہے۔

حضرت ابولولو کے مزار کی نگہداشت و خدمت کرنے کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ائمہ معصومین کے بعد ان کے علاوہ اور کون اِس قابل ہے کہ جس کے مزار کی نگہداشت و خدمت کی جائے۔

۳۔ ایک اور مرجع تقلید حضرت شیخ مرزا جواد تبریزی بھی اس مزار مقدس کی زیارت کے لئے بعد احترام و اہتمام تشریف لائے اور آپ نے اس مزار کے متولی سے یہ خواہش فرمای کہ جب کبھی اس مزار مقدس پر تمہاری پہلی نگاہ پڑے تو میرے جانب سے ان بزرگوار کی خدمت میں میرا سلام اسطرح پہنچا دینا کہ ایک بندہ ناچیز کا سلام خدا کے ایک بندہ صالح کی خدمت میں پہنچے۔ نہ صرف یہ بلکہ آپ کے فرزند ارجمند کئی مرتبہ اس مزار مقدس کی زیارت کے لئے تشریف لائے اور جب کبھی آپ تشریف لاتے یہی فرماتے کہ خداے بزرگ و برتر کی قسم ہے کہ میں اپنی شدید و اہم حاجات اور دعاوں کی قبولیت کے لئے یہاں حاضر ہوتا ہوں۔

۴۔ حوزہ علمہ قم میں اصول و فقہ کے درس خارج کے استاد حضرت آیۃ اللہ میر سید محمد یثربی کاشانی مد ظلہ العالی کا ارشاد گرامی ہے کاشان کے مومنین کے اعتقاد و عمل کا یہ بین ثبوت ہے کہ زمانہ قدیم سے ان

حضرات نے نہ صرف اس روضہ مبارکہ کی تعمیر و تزئین فرمای بلکہ اسے مکمل حفاظت و دیانت سے ہمارے موجودہ نسلوں تک پہنچادیا۔ اب ہمارا فریضہ ہے کہ ہم بھی اسی احتیاط و حفاظت و دیانت کے ساتھ آئندہ نسلوں تک یہ امانت پہنچادیں۔ آپ نے ایک اور اہم امر کی طرف بھی توجہ دلائیکہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم و دیگر معصومین علیہم السلام اور اہلبیت اطہار ؑ و امامزادگان علیہم السلام کے روضہ مبارکہ جو مختلف اسلامی ممالک میں واقع ہیں ان کی زیارت ان ہستیوں سے الفت و محبت کا مظہر ہے۔ لیکن صرف جناب ابولولو کے روضہ کی یہ خصوصیت ہے کہ عالم تشیع میں یہ مقام مقدس اہلبیت اطہار کے دشمنوں سے تبرا و بیزاری کا آئینہ دار و مظہر ہے۔ سرکار آیت اللہ موصوف کے جد بزرگوار بھی شہرستان کاشان کے اکابر علما میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کا بیان ہے کہ انہیں یہ خوب یاد ہے کہ اکثر وہ حضرت اپنے احباب کے ساتھ پیدل اس متبرک و مقدس روضہ کی زیارت کے لئے تشریف لیجایا کرتے تھے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ماضی میں بھی ہمارے بزرگ اس روضہ کے تقدس و شرف سے آگاہ تھے اور اسے اہمیت دیتے تھے۔

حضرت ابولولو کے مزار مقدس کی چند مستند کرامات

۱۔ ایک مرتبہ حضرت آیت اللہ مصطفوی کاشانی مزار مقدس پر تشریف لائے اور مزار مقدس کی شان و رونق سے متاثر ہوکر کہ اپنی خوشی و مسرت کااظہار فرماتے ہوے کہنے لگے کہ میں ماضی میں اس روضہ مقدس کی غربت و مظلومیت

کا جو حال تھا وہ میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ ایک رات میں زیارت
حضرت ابولولو کے لئے حاضر ہوا تو یہاں روشنی کا کوی انتظام نہ تھا اور اس
مقام مقدس میں ہر طرف سخت تاریکی چھای ہوی تھی۔ مزار مقدس کی
زیارت سے مشرف ہونے کے بعد میں نے اس مقام مقدس کے برقی
اخراجات پر نظر کی تو اس پر لکھا ہواتھا برق کے اخراجات کی عدم ادائیگی
کی وجہ سے برقی منقطع کردی گئی ہے۔ اس صورتحال اور اس غربت و
مظلومیت نے آب دیدہ کردیا۔

حضرت آیت الٰہی مصطفوی ابولولو کی ایک کرامت بیان کرتے ہو فرماتے
ہیں کہ تقریباً ۲۵ سال قبل ہم اس عمارت کے متعلق چند مومنین سے
رابطہ کئے ہوے تھے بقا ادارہ فرہنگ و ہنر (جو اب ادارہ میراث فرہنگی
کے نام سے مشہور ہے) کے صدر علامہ آقا فیض نے ہم سے رابطہ فرمایا
اور کہنے لگے کہ ہم اس مزار مقدس کی عمارت میں کچھ تعمیر و ترمیم کا
ارادہ رکھتے ہیں۔ جس کے لئے ضروری ہے کہ حضرت ابولولو کی قبر مطہر
کے سرہانے ایک ستون تعمیر کیا جائے اور اس کے لئے ہمیں وہاں ایک
گڑھا کھودنا پڑے گا تو ہم نے جناب استاد حبیب انجینیر سے درخواست کی
کہ اگر چہ کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس یہ کام جلد از جلد شروع ہو جائے
لیکن ہم اس بات سے متفق نہیں ہیں کہ اس مقام مقدس میں ایک گڑھا
کھودا جاے۔ ہم نے اس سے درخواست کی کہ حتی الامکان وہاں گڑھا کھودنے
سے احتراز کیا جائے تاہم اگر گڑھا کھودے بغیر یہ کام ممکن نہ ہو

اور کوی دوسری صورت نظر نہ آے تو ٹھیک ہے۔ بہر حال وہ اس بات پر
مصر تھے کہ وہاں گڑھا کھودا جانا بیحد ضروری تھا بس اسی پر گفتگو ختم ہوی
اور وہ حضرات وہاں سے رخصت ہوگئے۔

اس واقع کے بعد ایک طویل مدت گزرگئی اور اچانک ایک صبح اس ادارہ
مذکورہ کے صدراستاد حبیب انجینیر کے ہمراہ شدید اضطراب و سراسیمگی کی
حالت میں ہمارے مکان پر تشریف لائے۔ صدر محترم نے استاد حبیب
انجینیر سے پوچھا آیا آپ ابتدا کریں گے یا میں پہلے عرض کردں اس پر
استاد حبیب انجینیر نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا سرکار قبلہ و کعبہ میں
نے کل رات خواب میں دیکھا کہ میں حضرت ابولولو کے مزار مقدس
میں اس گڑھے کی طرف جارہا ہوں اور میرا ارادہ یہ ہے کہ میں اس
گڑھے کا کام شروع کروں کہ ناگہاں میں نے ایک بلند قدو قامت کشادہ
سینہ اور نورانی چہرے والے سید بزرگ کو دیکھا اور وہ مجھ سے نہایت ہی
درشت لہجہ میں کہنے لگے، او استاد حبیب واے ہو تم پر اگر تم نے اس
مقام کو ہاتھ بھی لگایا تو ہم تمہارا جینا دشوار کردیں گے اور تمہاری زندگی
اجیرن کردیں گے۔ چلو اب یہاں سے جاو اور اب پھر کبھی اس کام کے
لئے یہاں نہ آنا۔ تو میں خوفزدہ ہوکر حالت سراسیمگی میں وہاں سے نکل
آیا۔ یہ سن کر ادارہ فرہنگ و ہنر کے صدر محترم نے کہا۔ سرکا قبلہ و کعبہ
میں آپ کے اجداد معصومین کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ کل رات میں
نے بھی یہی خواب دیکھا اور اب آپ کو یہ خواب سنانے حاضر ہوا تھا۔اس

گفتگو کے بعد یہ دونوں حضرات رخصت ہوئے اور پھر کسی نے اس
اقدام کی جرات نہ کی۔

۲۔ اس روضہ مقدس کے ایک خادم بیان کرتے ہیں کہ ایک دن چار
حضرات جن کا مرحوم آیۃ اللہ حاج شیخ حسن اثنا عشری کے قریبی
لوگوں میں شمار ہوتا تھا اور جو اس آستانہ مقدس کی زیارت کے لئے
آیاکرتے تھے میرے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے ، ہم آپ سے
مرحوم آیۃ اللہ حاج شیخ حسن اثنا عشری کا ایک واقعہ بیان کرنا چاہتے
ہیں تاکہ آپ بھی یہ واقعہ دیگر زائرین سے بیان کریں۔ تقریباً (۱۲)
سال قبل اس مقام مقدس کی ایسی پر وقاراور خوبصورت شکل نہ
تھی۔ اس کا باب الداخلہ ایک نہایت ہی پرانا لکڑی کا دروازہ تھا جو
اب اس زیارت گاہ کے گودام میں رکھا ہوا ہے۔ ایک دن ہم
مرحوم آیۃ اللہ اثنا عشری کے ہمراہ اس مقام مقدس کی زیارت کے
لئے تہران سے کاشان آئے۔ یہ موسم سرما کازمانہ تھا اور سردی سخت
تھی کہ روضہ مبارک کے صحن میں جو حوض تھا اسکا تمام پانی برف
بن چکا تھا۔ مرحوم آیت اللہ اثنا عشری نے وضو کرنے کے لئے اپنی
عصا سے اس حوض کے برف کو توڑا اور جب وہ اس یخ بستہ پانی
سے وضو فرما رہے تھے تو ہم نے دیکھا کہ وہ اس زیارت گاہ کا وہ
لکڑی کا دروازہ بند ہے۔ہم نے اس دروازے کو کھولنے کی بہت
کوشش کی لیکن تہران سے کاشان تک کی مسافت طے کرکے ہم
بہت تھک چکے تھے اور باوجود انتہائی سعی و کوشش کے ہم یہ دروازہ

کھولنے سے قاصر رہے۔ چار و ناچار ہم سرکا آیۃ اللہ اثنا عشری کی خدمت
میں مایوس و نا امید ہوئے اور ان سے عرض کی سرکار قبلہ و کعبہ،
افسوس کہ زیارت گاہ کا دروازہ بند ہے اور ممکن نہیں ہے کہ ہم زیارت
سے مشرف ہو سکیں۔ سرکار قبلہ و کعبہ وضو سے فارغ ہو کر اس
دروازہ کے سامنے آکر کھڑے ہوگئے اور ایک مخصوص لعنت پڑھی، اپنا
رخ دروازے کی جانب کیا اور بآواز بلند فرمایا اے در میرے مولا امیر
المومنین علیہ السلام کے اذن سے کھل جا، بس ان کا اتناکہنا تھا کہ اس
دروازے کے دونوں کواڑ نہایت ہی شدت کے ساتھ یکایک کھل
کردیوار کو جالگے اور ہم ان کے طفیل میں زیارت سے مشرف ہو۔

۳۔ حوزہ علمیہ کاشان کے ایک عالم بیان فرماتے ہیں کہ مرحوم الحاج شیخ
رجب علی خیاط اعلی اللہ مقامہ کے ایک شاگرد خاص کو کوی اہم حاجت
درپیش آی انھوں نے حضرت امام علی ابن موسی علیہما السلام کی خدمت
میں طلب حاجت کی تو امام علیہ السلام نے عالم مکاشفہ میں ان سے فرمایا
میں نے تمہارے متعلق کاشان میں ابولولو سے کہدیا ہے۔ وہ کہتے ہیں
کہ ادھر اتفاق یوں ہوا کہ چند احباب کے ساتھ ہمارا کاشان جانا ہوا وہاں
ہم جناب ابولولو کی زیارت سے مشرف ہوئے اور وہاں مخصوص لعنت
پڑھی اور پھر جناب ابولولو کے توسل سے خدا وند عالم کی بارگاہ میں
اپنی حاجت پیش کی تو ہمیں احساس ہوا کہ حضرت ابولولوکا آستانہ مقدس
ائمہ معصومین علیہم السلام سے توسل کا ذریعہ ہے۔ اور جس کسی کو کوی

حاجت درپیش ہوتو اسے چاہئے کہ ان بزرگوار کے توسل سے ائمہ
معصومین علیہم السلام کی خدمتیں اپنی حاجات پیش کرے۔

۴۔ ایک صاحب ہنر وحرفت روضہ ہائے مقدس کی ضریح بنانے اور ان کی تعمیر
و ترمیم کرنے میں مہارت رکھتے ہیں ان کا تعلق اصفہان سے ہے یہ ہر سال
تین مرتبہ حضرت امام علی ابن موسی رضا علیہ السلام کی ضریح مطہر کی
ترمیم و تزئین کے لئے مشہد مقدس جاتے ہیں۔ اور کبھی تنہا اور دیگر ہم
پیشہ افراد کے ساتھ یہ خدمت بجالاتے ہیں۔ ایک مرتبہ جب وہ حضرت امام
علی ابن موسی رضاعلیہ السلام کی قبر مطہر کے قریب مختلف نگینوں اور
انگوٹھیوں کی صفائی و تزئین کا انجام دے رہے تھے تو اچانک ان کی نظر
ایک شرف الشمس (زرد عقیق) کی انگوٹھی پر جا پڑی جو قبر مطہر کے بالکل
قریب تھی۔ پھر کچھ ہی مدت نہ گزری تھی کہ مختلف امور کی انجام دہی
کے لئے ان کا کاشان جانا ہوا اور وہ وہاں جناب ابولولو کی زیارت سے مشرف
ہوئے اور ان کی ضریح مبارک کی تعمیر و ترمیم میں مصروف ہوگئے۔

وہ کہتے ہیں کہ اگر چہ کہ ماضی میں میری توجہ اس مرقد مطہر کی جانب
کچھ زیادہ نہ تھی اور میں اسکی قدر و منزلت سے زیادہ واقف نہ تھا۔ ایک
شب میں نے خواب میں ایک نہایت ہی تاریک مکان دیکھا کہ جسمیں
میرے لئے چلنے پھرنے اور کسی جانب حرکت کرنے کے لئے قطعاً کوئی
روشنی نہ تھی۔ میں اس صورتحال سے بیحد سراسمہ و پریشان و خائف تھا
کہ اچانک میری نظر ایک مشرف الشمس (زرد عقیق) کی انگوٹھی پر پڑی جو

میں نے اس سے قبل حضرت علی ابن موسی رضا علیہ السلام کی قبر
مطہر کے بالکل قریب رکھی تھی۔ زمین سے آسمان تک اس انگوٹھی سے
سخت تیز روشنی نکلنے لگی جس سے اطراف و اکناف کا سارا علاقہ منور
ہوگیا۔اسی عالم خواب میں مجھے یہ خیال آیا کہ اس روضہ سے حضرت امام علی
ابن موسیٰ علیہ السلام کا قلب مقدس راضی و خوشنود ہے پھر اس خواب اور
اس بشارت کے بعد اس بارگاہ سے مجھے ایک نیا انس اور ایک نئی محبت پیدا
ہوگئی پھر میں مکمل توجہ و انہماک کے ساتھ اس روضہ کی خدمت میں
مشغول ہوگیا۔ میں نے پروردگار عالم سے یہ عہد کرلیا کہ میں تاحیات اس
بارگاہ کی خدمت و نگہداشت میں کسی طرح کی کمی و کوتاہی نہ کروں گا۔

۵۔ ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۸۳ ہجری شمسی کا زمانہ تھا کہ پہلی مرتبہ زائرین
کرام کے لئے روضہ جناب ابولولو کا دروازہ شب و روز کھلا رکھا جاتا تھا اور
میں روضہ مقدس کی خدمت نماز جماعت کی امامت، تبلیغ دین و فقہی حکام
کی ترویج و اشاعت کی خاطر ہمہ وقت موجود رہتا تھا۔

اس زمانے میں تقریباً ایک ماہ سے اس روضہ مبارکہ کا بالا خانہ چھت اور
گرمی و سردی سے دیواروں کی محافظت کا تعمیراتی مواد درستگی و مرمت کا
متقاضی تھاجابجا دیواروں میں سوراخ پڑ گئے تھے۔ محکمہ تعمیرات کے انسپکٹر
جب کبھی اس روضہ کے معائنہ کے لئے آتے تو وہ اس عمارت کی خستگی پر
توجہ دلاتے اور اس بارے میں انتباہ اور وارننگ دیتے اور روضہ مقدس کی
جلد از جلد درستگی و مرمت کروانے کی ہدایات جاری کرتے اور ادھر ہمارا یہ

حال تھا کہ ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو تھے کہ اے پروردگار
یہ مشکل جلد از جلد رفع ہو اور پھر کبھی ہمیں ایسی مصیبت کا سامنا نہ کرنا
پڑے۔اسی ماہ مبارک رمضان کے تیسرے ہفتہ کی شب جمعہ کو اچانک
موسلادھار بارش ہوی اور صحن و چمن حرم مطہر بارش کے پانی سے بھرگیا
اوراس پانی کے باہر جانے کی کوئی راہ نہ تھی۔ اتفاقاً حرم مطہر کے خادم سید
مجتبیٰ عصیری اسوقت شہر میں موجود نہ تھے لیکن میں فوری روضہ جناب
ابو لولو پر پہنچ گیا تاکہ اپنے دوست، احباب اور ہمسایوں کی مدد کرسکوں تاکہ
روضہ مقدس میں موجود قرآن کے نسخوں اور مفاتیح الجنان کی جلدوں اور
قالینوں کو بھیگ جانے سے محفوظ مقام تک پہنچادوں۔ بارش اسقدر شدید
تھی کہ سب احباب کو یقین ہوگیا تھا کہ اسقدر بارش کی وجہ سے روضہ
مقدس کا چھت گر پڑے گا۔لیکن انتہائی حیرت و تعجب ہے کہ اتنی
موسلادھار بارش کے باوجود بارش کا ایک قطرہ پانی تک اندر سرایت نہ
ہوی تھی۔دوسرے دن جب محکمہ اوقاف و عمارات کے حکام معائنہ کے
لئے تشریف لائے تو وہ حیران و ششدر رہ گئے کہ اتنی شدید بارش کے
باوجود روضہ مقدس کو مزید کوئی نقصان نہ پہنچا تھا۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فضل و کرام ہے کہ زمانہ گزشتہ کے ظلم و ستم اور بے
توجہی کے باوجود یہ روضہ مقدس قائم رہا دشمنان اہلبیت عصمت و طہارت کی
ریشہ دوانیاں اسے نہ مٹا سکیں اور انشاءاللہ تا ظہور حضرت صاحب الزماں عجل
اللہ فرجہ قائم رہے گا۔

٦۔ ایک عقیدت مند جو مشہد مقدس کے ساکن ہیں تقریباً دس سال سے اس
روضہ مقدس کی زیارت و خدمت کے لئے تشریف لاتے ہیں ان کا شمار
مشہد مقدس کے مشہور و معروف مومنین میں ہوتا ہے ان کی جناب
صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیہا سے محبت و عقیدت سے وہاں کے لوگ خوب
واقف ہیں ان کی خانوادہ رسالت سے محبت و مودت کا ایک ثبوت یہ بھی
ہے کہ وہ ۹ ربیع الاول کو مشھد مقدس میں جشن عید زہرا سلام اللہ علیہا کا
انعقاد کرتے ہیں۔ یہ صاحب اکثر مع اپنے اہل و عیال کے حضرت ابو لولو
کی زیارت کے لئے تشریف لاتے ہیں اور حرم مطہر ہی کے بعض کمروں
میں قیام فرماتے ہیں۔یہ اور ان کے اہل خانہ بحضور و خشوع حضرت سے
ابولولو کی زیارت سے مشرف ہوتے اور آہ وزاری ان سے توسل کرکے خدا
وند عالم کی بارگہ میں دست دعا بلند کرتے ہیں۔میرے لئے ان کی یہ
عقیدت و ارادت نہایت ہی دلچپی کا باعث تھی تو میں نے بہت ہی پس و
پیش کے بعد ہمت کرکے ان سے درخواست کی کہ اس روضہ مقدس سے
ان کی اسقدر عقیدر و محبت کا سبب بیان فرمائں۔ جس پر بزرگوار پہلے
توخاموش ہوگئے لیکن بعد میں جب میں نے اصرار کیا تو فرمایا۔
مین ایک عرصہ دراز سے اپنے آبا و اجداو کی طرح اور انہی کی پیروی میں
مجالس عزا اہلبیت علیہم السلام اور خصوصاً مجلس شہادت حضرت صدیقہ طاہرہ
فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اپنے غریب خانہ میں منعقد کیا کرتا ہوں۔ میں
نے اپنے مکان کی ایک منزل مجالس عزا حسینیہ و دار العزا کے لئے مختص

کردی ہے۔ اور اس میں بڑی سعی و کوشش کرتا ہوں اور فروع دین بجا آوری زبانی اور عملی تبرا پر خصوصی توجہ دیتا ہوں ایک مرتبہ جب میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ حضرت ابولولو کی زیارت کے لئے مشہد سے کاشان حاضر ہوا اور زیارت سے مشرف ہونے کے بعد مجھے اس روضہ مبارکہ کی غربت و مظلومیت کا احساس ہوا کہ اس عظیم و قابل قدر شخصیت کا مزار کس کسمپرسی و ویرانی کے عالم میں شہر کی رونق و آبادی سے دور ہے میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میرے کم سن فرزند سید محمد علی سلمہ نے میرے جانب متوجہ ہوکر کہا۔ آپ مجالس عزا کے انعقاد میں اس قدر سعی و کوشش کرتے ہیں۔ میں نے کبھی آپ کو مجالس کے اہتمام میں خرچ کرنے سے گریز کرتے یا کفایت شعاری سے کام لیتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن کیا آپ نہیں سمجھتے کہ ہم کاشان میں جس شکستہ و زبوں حال روضہ کی زیارت کرکے لوٹ رہے ہیں وہ آپ کی توجہ اور نگہداشت کا زیادہ سزاوار نہیں ہے؟
اس کے بعد انہیں نے فرمایا کہ اس دن کے بعد سے مشہد مقدس سے کاشان کی تقریباً ۱۱ گھنٹے کی مسافت کے باوجود میں اپنی تمام تر سعی و کوشش سے حاضر ہوتا ہوں اور اس روضہ مبارکہ کی خدمت اور حتی کہ یہاں کی جاروب کشی کو بھی اپنے لئے باعث افتخار سمجھتا ہوں۔ مجھ پر اور میرے اہل و عیال پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا یہ فیض و کرم ہے کہ مجھ پر یہ بات روشن ہوی۔ میں جب بھی کاشان آتا ہوں تو باوجود اپنی مالی، استطاعت کے پر آسائیش و آرام ہوٹلوں میں نہیں ٹھہرتا بلکہ چاہے موسم سرما کی سرد

راتیں ہوں یا گرمی کے دن اسی روضہ مقدس کے حجروں میں قیام کرنے کو ترجیح دیتا ہوں یہ بات میرے لئے باعث افتخار ہے اور میں خداوند عالم کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہوں کہ یہ عزت و شرف مجھے آخر عمر تک حاصل رہے اور میرے بعد یہ اعزاز و شرف میرے فرزندوں سے سلب نہ ہوجاے۔ پھر انھوں نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوے فرمایا ایک مرتبہ جب میں حضرت ابولولو کی زیارت کے ارادے سے مشہد مقدس سے کاشان روانہ ہوا تو راستے میں اچانک میرے پہلو اور کمر میں شدید درد شروع ہوگیااور درد اس درجہ شدید ہوگیا کہ اس حالت میں سفر جاری رکھنا مشکل ہوگیا لیکن اس تکلیف و پریشانی کے باوجود میں کسی طرح مشکل تمام کاشان پہنچ گیا۔ اپنی تکلیف و درد کے تقاضہ کے باجود بجاے کسی ڈاکٹر یا دواخانہ جانے کے سیدھے حضرت ابولولو کی زیارت کے لئے ان کے روضہ مقدس پہنچ گیا اور زیارت کے دوران میں نے ان حضرت سے عرض کیا اے میرے آقا، آپ کی عظمت و حقانیت میں مجھے کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے اگر مجھے آپ کسی خدمت کے قابل سمجھتے ہیں تو میرے اور دیگر لوگوں کے یقین میں اضافہ کے لئے مجھے اس درد و تکلیف سے شفا عنائت فرماد یجئے۔ بس میری زبان سے یہ کلمات جاری ہوے تھے کہ اچانک مجھے احساس ہوا کہ میرا درد معجزاتی طور پر ختم ہوگیا۔
اپنی گفتگو کے اختتام پر وہ نہایت ہی تاکید و اصرار سے یہ بات کہ رہے تھے کہ بس اس واقعہ کے بعد میں نے اس روضہ مقدس کی خدمت گزاری کا

مصمم ارادہ کرلیا پھر میں نے محسوس کیا مجھ پر اور میرے اہل و عیال پر
رحمت پروردگار عالم و فیضان اہلبیت علیھم السلام کے دروازے کھل گئے۔
تاہم ان کے بیان میں قدرے تامل سے یہ محسوس ہوتا تھا کہ وہ بعض
مواقع کی وجہ سے مزید تفصیلات بیان کرنے سے گریز کررہے تھے۔

۷۔ شہر کاشان کے ایک مشہور نامہ نگار کئی مرتبہ جناب ابولولو کے روضہ مقدس
پر حاضر ہوئے انہوں نے کئی مرتبہ اپنی مدد و اعانت کی پیش کش فرمائی۔
اگرچہ کہ انہوں نے حتی الامکان اپنا اثر و رسوخ استعمال کیا لیکن کوئی خاطر
خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوسکا۔ بالآخر یہ طے پایا کہ متعلقہ محکموں کے حکام و ذمہ
دار افسرں کے ساتھ ایک ملاقات ہوتا کہ اس روضہ مقدس کی اہمیت و
ضروریات پر ان حضرات کو توجہ ولائی جاسکے۔ اس دن دو حضرات سے
ہماری ملاقات ہوی جو اس روضہ مقدس کی رضا کارانہ طور پر خدمات
بجالاتے تھے۔ لیکن ان کا جواب بھی کچھ امید افزانہ تھا۔ بہر حال یہ بات
طے شدہ تھی کہ ہمارے بچپن سے آج تک ہم نے یہی دیکھا تھا کہ نہم ما
ربیع الاول یعنے عید زہرا سلام اللہ علیھا کے موقع پر مراسم جشن و محافل کا
اہتمام ہوتا تھا لیکن اس ایک دن کے علاوہ یہاں دیگر مواقع پر محض زیارت
کے لئے کوئی نہ آتا تھا۔

ہمیں اس صورتحال اور اس ذہنیت کو بدلنے کی فکر لاحق تھی تو ہم نے سوچا
کہ اس روضہ مقدس کے توسل سے بعض زائرین و معتقدین نے جناب
صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیھا کی عنایات کرامات اور معجزات کا مشاہدہ کیا ہے

ان تفصیلات سے عوام کو آگاہ کیا جائے۔ اس پر سب نے یہی کہا کہ انشاءاللہ
ہم آئیندہ اس ضمن میں حتی الامکان کوشش کریں گے اور بس
اسی پر ہماری ملاقات پایہ تکمیل کو پہنچی۔

میں نے جس انجینیر صاحب سے صبح ملاقات کی تھی وہ نماز مغرب
کی صف جماعت میں نظر آئے میں نے سمجھا شاید وہ قریب میں
کسی کام سے آے ہوں گے اسلئے بغرض زیارت و نماز آگئے یا پھر
کسی دوسرے مقصد سے آے ہوں گے۔ بہر حال جب میں بعد
تکمیل نماز نمازیوں سے مصافحہ کرنے کی غرض سے پلٹا تو دیکھا کہ
یہ انجینیر صاحب مع اپنی اہلیہ، اپنے پانچ فرزند علی سلمہ اور اپنے
ڈرائیور کے ہمراہ آے ہوے ہیں۔ انہوں نے جب مجھے دیکھا تو
نہایت ہی تیزی و اضطراب کے عالم میں میری جانب بڑھے ان
کی اہلیہ کے چہرے پر بھی اسی طرح کی سراسیمگی و پریشانی چھائی
ہوی تھی۔ میں نے ان سے کہا، انجینیر صاحب یہ تو انتہائی غیر
متوقع ملاقات ہوی ہے۔ تو انہوں نے اپنی گلوگیر آواز میں کہا
جناب میں کیا عرض کروں کہ آج ہم پر کیا مصیبت عظمیٰ آن
پڑی اور زندگی میں میں پہلی مرتبہ حضرت ابولولو کی کرامت و
معجزے سے آشنا ہوا ہوں۔ میں نے کہا آکر کیا ہوا اور کیا مصیبت
آن پڑی تھی؟ انہوں نے کہا آج صبح جب آپ سے ملاقات ہوی تو
اسوقت میں اس روضہ مقدس سے قطعاً آشنا نہ تھا پھر یہاں سے میں

اپنے دفتر چلا گیا میرے دفتر جانے کے بعد یہ لڑکا علی ہماری گلی میں
فٹبال کھیل تھا کہ اچانک گولا اس کے پیر نے نیچے آگیا اور وہ اپنی
پشت کے بل نہایت شدت سے گر پڑا اور اس کے سر کے پچھلے
حصہ پر سخت چوٹ آئی۔ اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا اس کی
سانس رک گئی اور اسکی حرکت قلب بھی صحیح نہیں تھی کہ پروردگار
عالم کے لطف و کرم سے میرے ہم زلف جوشہر کاشان کے ایک
مشہور و معروف ڈاکٹر بھی ہیں اور اپنی مصروفیات کی وجہ سے بہت
کم ملتے ہیں اچانک ادھر آگئے جب انہوں نے یہ صورتحال دیکھی تو
میرے فرزند علی کو گود میں اٹھا کر گھر لے آئے پھر ایمرجینسی
طریقہ سے اسکی سانس کا جاری کی جس سے اسکی حرکت قلب بھی
معمول پر آگئی۔ اس درمیان میں میری اہلیہ نے نہایت ہی پریشانی و
ناامیدی کے عالم میں مجھے میرے دفتر پر فون کیا اور شدت آہ و
زاری کے ساتھ مجھ سے کہا کہ میں ممکنہ تیزی سے گھر پہنچ جاوں
کہ ہمارا لڑکا اب دنیا سے رخصت ہوئے ہے۔

میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ میں کیا کروں پھر کچھ یہ دیر میں
میں نے اپنے ہوش و حواس پر قابو پالیا اور مجھے اس صبح کی باتیں یاد
آئیں جو میں نے جناب صدیقہ طاہرہ سلام اللہ علیھا اور جناب ابولولو
کے بارے میں اس روضہ مقدس میں سنی تھیں۔ بس اسی وقت
میں نے جناب صدیقہ طاہرہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا کے

توسل سے جناب ابولولو سے خطاب کرتے ہوے عرض کیا، اے آقا
جو کچھ اس عالم دین سید نے آپ کے متعلق کہا ہے اگر وہ سب
حقیقت پر بنی ہے اور اگر واقعاً آپ کی حضرت زہراسلام اللہ علیھا
کی نظر میں قدر و منزلت ہے تو مجھے میرا بیٹا واپس لوٹادیں تو ہیں
اپنی آکری سانس تک آپ کی خدمت بجالاوں گا۔ پھر میں محکمہ سے
جلدی و تیزی سے اپنے مکان کی طرف روانہ ہوگیا۔ جب میں گھر کو
دیکھاڈاکٹر اپنے کام سے فارغ ہو چکا تھا۔ میں نے پوچھا ڈاکٹر صاحب،
کیا ہوا تھا۔ ڈاکٹر نے کہا مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ مجھے نہیں معلوم
کہ کیا ہوا۔ آپ کے فرزند کی موت واقع ہوچکی تھی لیکن پھر وہ زندہ
ہوگیا۔ میں نے جواب دیا مجھے معلوم ہے کہ کیا ہوا لیکن میں صرف
اس بات کی توثیق کرنا چاہتا تھا۔

جب میں نے یہ سارا واقعہ ماجرا اپنی اہلیہ سے بیان کیا وہ انہیں سخت
حیرت ہوئی اور اس سے ان کی عقیدت و احترام میں مزید اضافہ ہوا۔
اس دن سے اس انجینیر صاحب سے میرے تعلقات میں مزید اضافہ
ہوا ان کے ایمان و یقین اور عقیدت سے میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ
سکا اور ادھر انہوں نے بھی اپنی خدمات میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی
اور ان سے مستفید ہوتے رہے۔

کتابیات

۱۔ دلائل الامامة — محمد بن جریر طبری

۲۔ شرح نہج البلاغ — ابن ابی الحدید معتزلی

۳۔ رسالہ فیروزیہ — میرزا عبداللہ افندی

۴۔ رسالہ فضیلت عید بابا شجاع — قاضی نور اللہ شوستری شہید ثالثؒ

۵۔ بحار الانوار — علامہ مجلسیؒ

۶۔ معجم رجال الحدیث — آیۃ اللہ سید ابوالقاسم الخوئی

۷۔ شفاء الصدرو — میرزا ابو الفضل تہرانی

۸۔ مستدرک سفینة البحار — الشیخ علی نمازی شاہرودی

۹۔ المصنف صنعانی — حافظ ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام صنعانی

۱۰۔ فصل الخطاب فی تاریخ قتل عمر ابن الخطاب — الشیخ ابو الحسین الخوئینی

۱۱۔ الخرائج و الجرائح — قطب الدین الراوندی قدس سرہ

۱۲۔ تاریخ دمشق — ابوالقاسم علی بن حن ھبۃ اللہ شافعی دمشقی المعروف بہ عساکر

۱۳۔ تاریخ طبری — محمد بن جریر طبری

۱۴۔ تاریخ یعقوبی — احمد بن اسحاق یعقوبی

۱۵۔ بیت الاحزان فی مصائب سیدة النسوان — شیخ عباس قمی

۱۶۔ کامل بہائی — شیخ بہاء الدیدعاملی

۱۷۔ الطبقات الکبریٰ — محمد بن سعد کاتب و اقدی

۱۸۔ کنزالعمال — علامہ علاءالدین علی متقی

۱۹۔ اسد الغابہ فی معرفة الصحانہ — عزالدین ابو الحسن علی بن محمد الجزاری

۲۰۔ نہج البلاغہ — خطبات امیر المومنین علیہ السلام

۲۱۔ ارشاد القلوب — الشیخ ابو محمد الحسن ابن محمد الدیلمی

۲۲۔ مشارق انوار الیقین فی اسرار امیر المومنین — حافظ رجب البرسی

۲۳۔ مدینة المعاجز الائمة الاثنی عشر — السید ہاشم بحرانی

۲۴۔ الفوائد الرجالیہ — علامہ السید محمد مہدی بحرالعلوم

۲۵۔ طریق الارشاد الی فساد امامة اھل الفساد — حکیم ملا اسماعیل خواجوئی

۲۶۔ فتح الباری — حافظ احمد بن علی بن حجرالسقلانی

۲۷۔ مسند ابی یعلی — احمد بن علی بن مثنی الموصلی

۲۸۔ صحیح ابن حبان — ابن الحبان البُستی

۲۹۔ نیل الاوطارمن اسرار منتقی الاخبار — محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ الشوکانی

۳۰۔ زوائد الفوائد — السید رضی الدین ابن طاووس

۳۱۔ المحتقر — عزالدین حسن بن سلیمان الحلی

کتاب	مصنف
۳۲۔ مفاتیح الجنان	شیخ عباس قمی
۳۳۔ مجمع البحرین و مطلع النیرین	علامہ فخر الدین طریحی
۳۴۔ مجالس المومنین	قاضی نور اللہ شوستریؒ
۳۵۔ ریحانۃ الادب فی تراجم المعروفین بالکنیۃ و اللقب	علامہ میرزا محمد علی قدرس تبریزی
۳۶۔ الغدیر	علامہ عبدالحسین امینی نجفی
۳۷۔ فتوح البلدان	احمد بن یحیی بن جابر بن داود البلاذری
۳۸۔ العروۃالقویۃ	علامہ رضی الدین علی بن یوسف بن المطہر الحلی (برادر علمہ حلی)۔
۳۹۔ السنن الکبریٰ	ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی
۴۰۔ صحیح البخاری	محمد بن اسماعیل بن ابراہیم البخاری
۴۱۔ الثقات	محمد بن حباب بن احمد التمیمی
۴۲۔ مسند احمد بن حنبل	احمد بن محمد بن حنبل
۴۳۔ تفسیر در منثور	جلال الدین السیوطی
۴۴۔ تفسیر کبیر	مخر الدین الرازی
۴۵۔ تفسیر کشاف	جار اللہ زمخشری
۴۶۔ الایضاح	علم الدین فضل بن شاذان نیشا
۴۷۔ الا ستغاثہ فی بد الثلاثہ	علی بن احمد ابو القاسم الکوفی
۴۸۔ النص و الاجتہاد	السید عبدالحسین شرف الدین الموسوی
۴۹۔ الہدایۃ الکبریٰ	ابوعبداللہ الحسین حمدان الخصیبی
۵۰۔ مول دالظمآن لدروس الزمان	عبدال

یاداشت

فرماندهی انتظامی شهرستان کاشان
معاونت اجتماعی و ارشاد